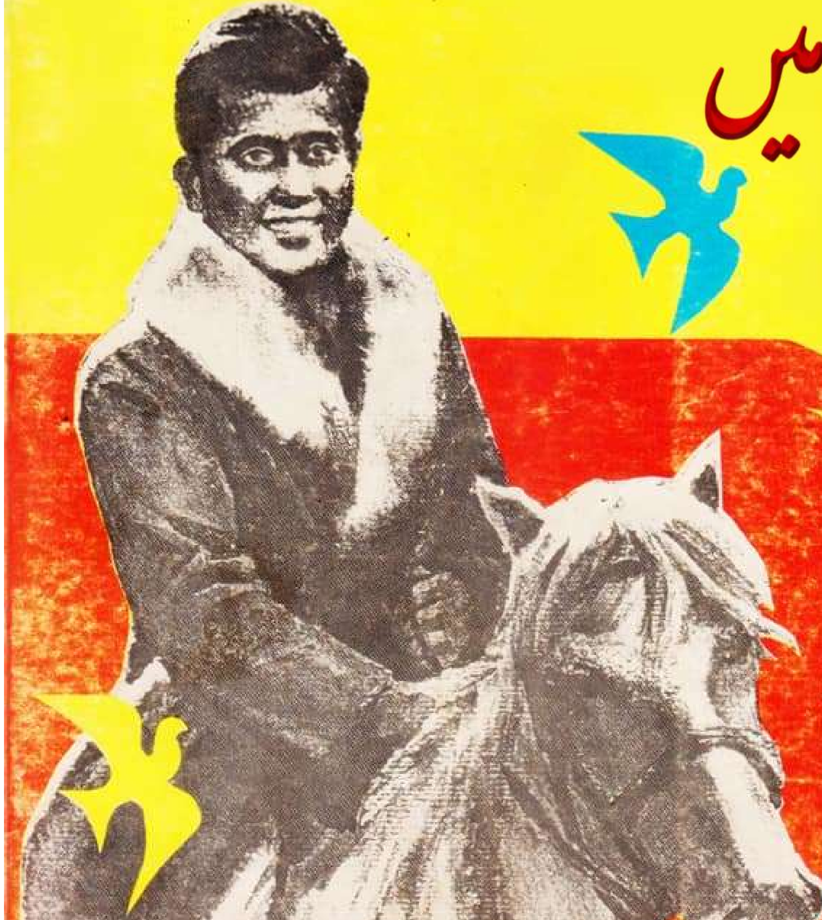
ڈاکٹر کوٹنیس

چین میں



ڈاکٹر کوٹنیس
چین میں

موافقت (ترمیم) : شینگ شیانگوئنگ کی
ڈرائنگ (مصوری) : جن ہیڈے کی
ترجمہ : ابوابو زوہان

ڈاکٹر دوارکاناتھ شانتارام کوٹنس ایک ہندوستانی ڈاکٹر تھے
جو ستمبر 1938 میں جاپان کے خلاف مزاحمتی جنگ
میں چینی عوام کی مدد کے لیے چین جانے والے
ایک طبی مشن میں شامل ہوئے تھے۔

چین میں اپنے پانچ سالہ قیام کے دوران،
انہوں نے ہزاروں زخمی فوجیوں اور عام شہریوں کا علاج کیا۔
وہ محاذِ جنگ پر سخت محنت اور خراب صحت کی وجہ سے وفات پا گئے،
اور چین کی قومی آزادی کی خاطر اپنی جان قربان کر دی۔

یہ کتاب ڈاکٹر کوٹنس کی شجاعت، انقلابی جذبے اور بین الاقوامی ہمدردی کو خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔

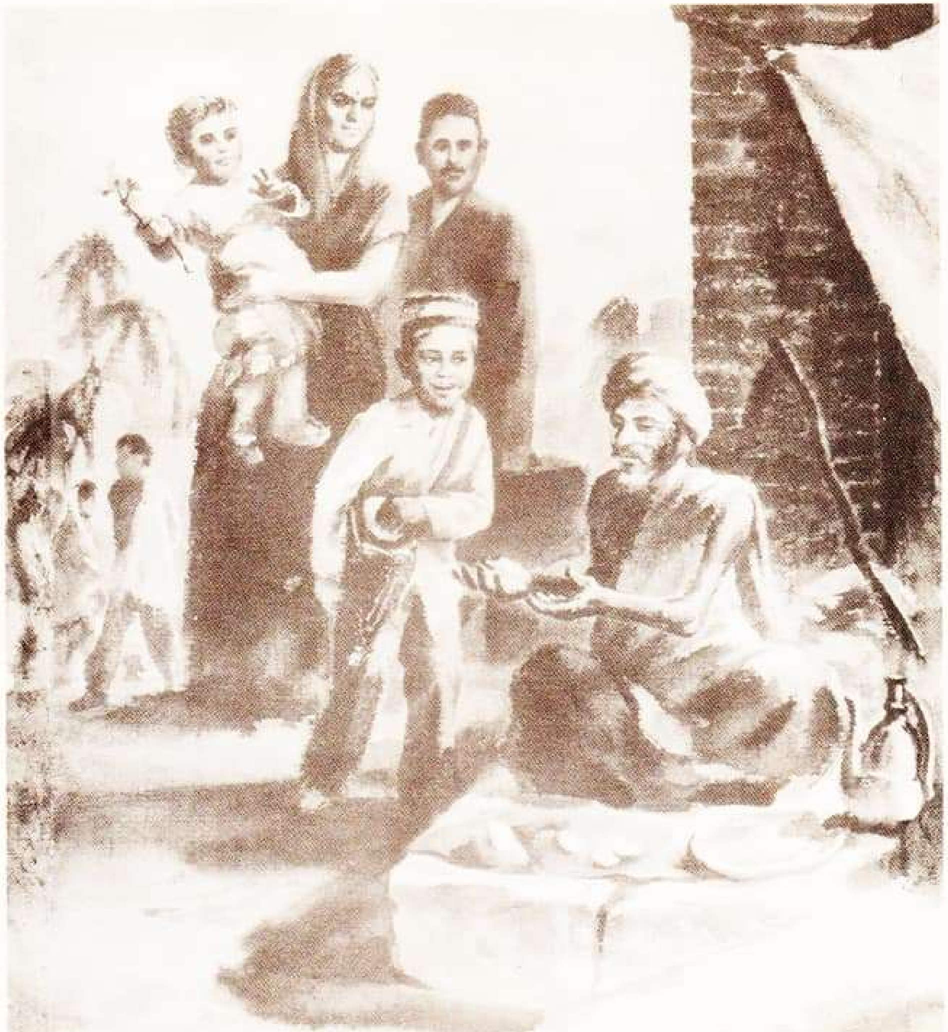
پہلا ایڈیشن 1987

پیپر بیک: ISBN 0-8351-1899-1

ڈولفن بوکس 24 بائیوانزہوانگ روڈ، بیجنگ، چین کے ذریعہ شائع کردہ
چائنا انٹرنیشنل بک ٹریڈنگ کارپوریشن
(گوجی شودیان)، پی او باکس 399، بیجنگ، چین
عوامی جمہوریہ چین میں چھپی



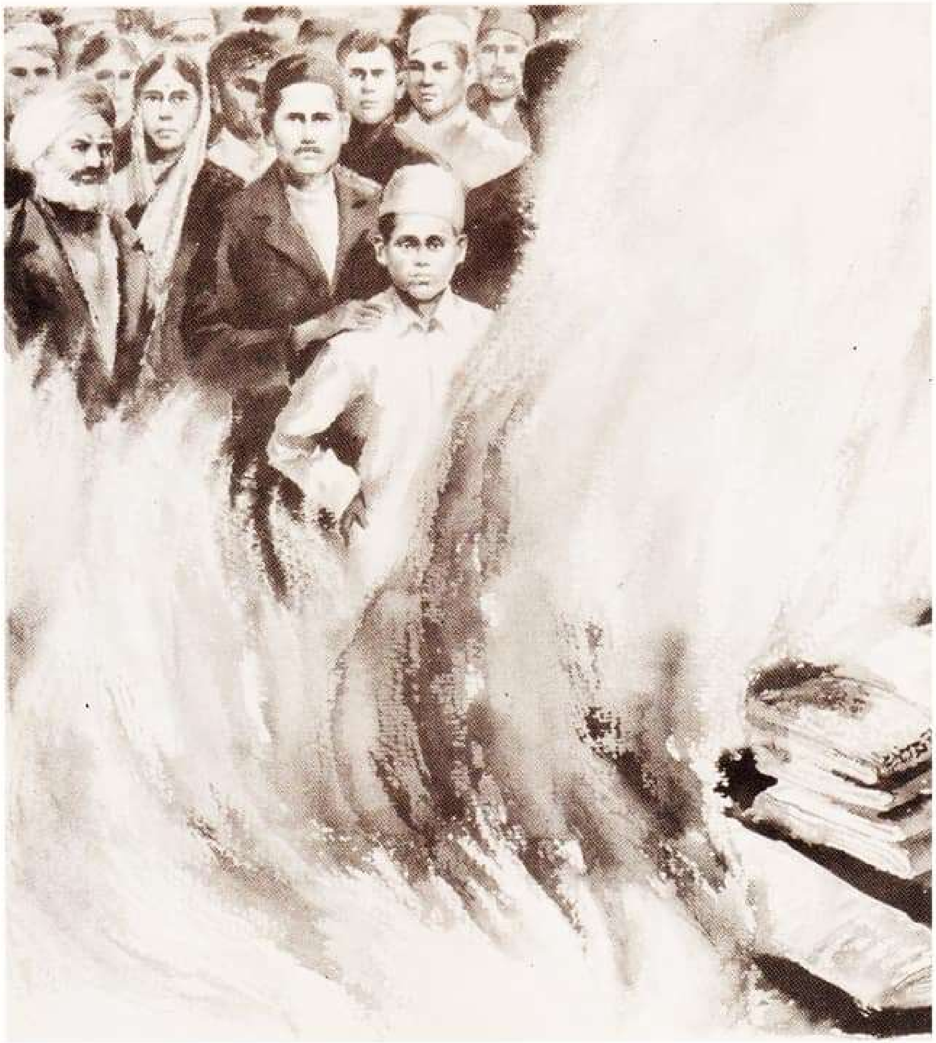
9 اکتوبر 1910 کی دیر رات، جنوبی ہندوستان کے ایک چھوٹے سے قصبے شعلہ پور میں، ایک نوائیدہ بچے کے رونے کی تیز آواز نے رات کے سکوت کو توڑ دیا، جس نے دوارکا ناتھ شانتارام کوٹنس کی آمد کا اعلان کیا۔



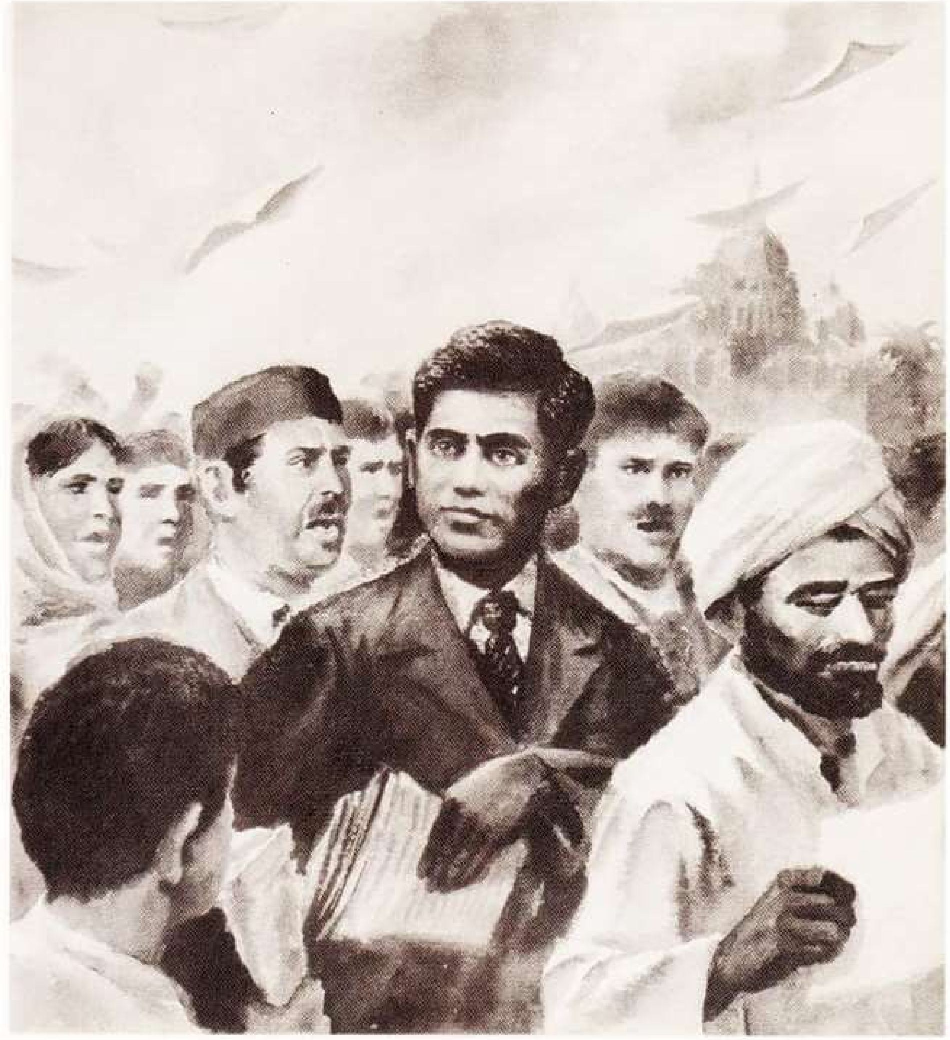
جب کوٹنس مڈل اسکول میں تھے تو ہندوستان ابھی تک برطانوی نو آبادی تھا۔ اس لڑکے نے مہاتما گاندھی کی طرف سے شروع کی گئی تحریکِ عدم تعاون کی حمایت کی اور اپنے والد کے ساتھ الائو (ہولی جلانے) کے ایک جلسے میں گیا۔ اس وقت سے، وہ صرف ہندوستان کے ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے (کھدر) سے تیار کردہ لباس پہنتے تھے۔



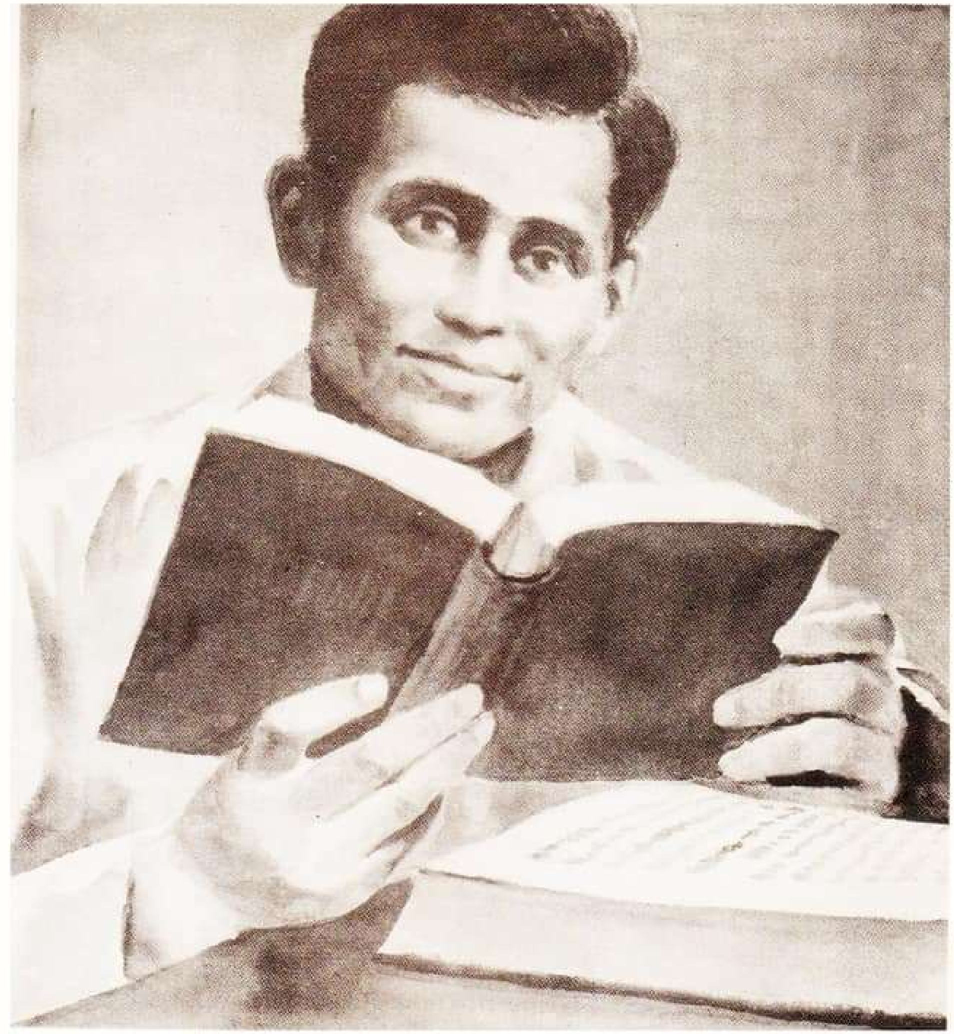
میں، جب وہ کالج میں تھے، تو ان کے آبائی شہر میں نوآبادیاتی حکمرانوں کے ہاتھوں کچھ محبِ وطن ہلاک کر دیے گئے۔ کوٹنس شدید غم و غصے سے بھر گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھی طلباء کے ساتھ مل کر احتجاجی مظاہرہ کیا۔



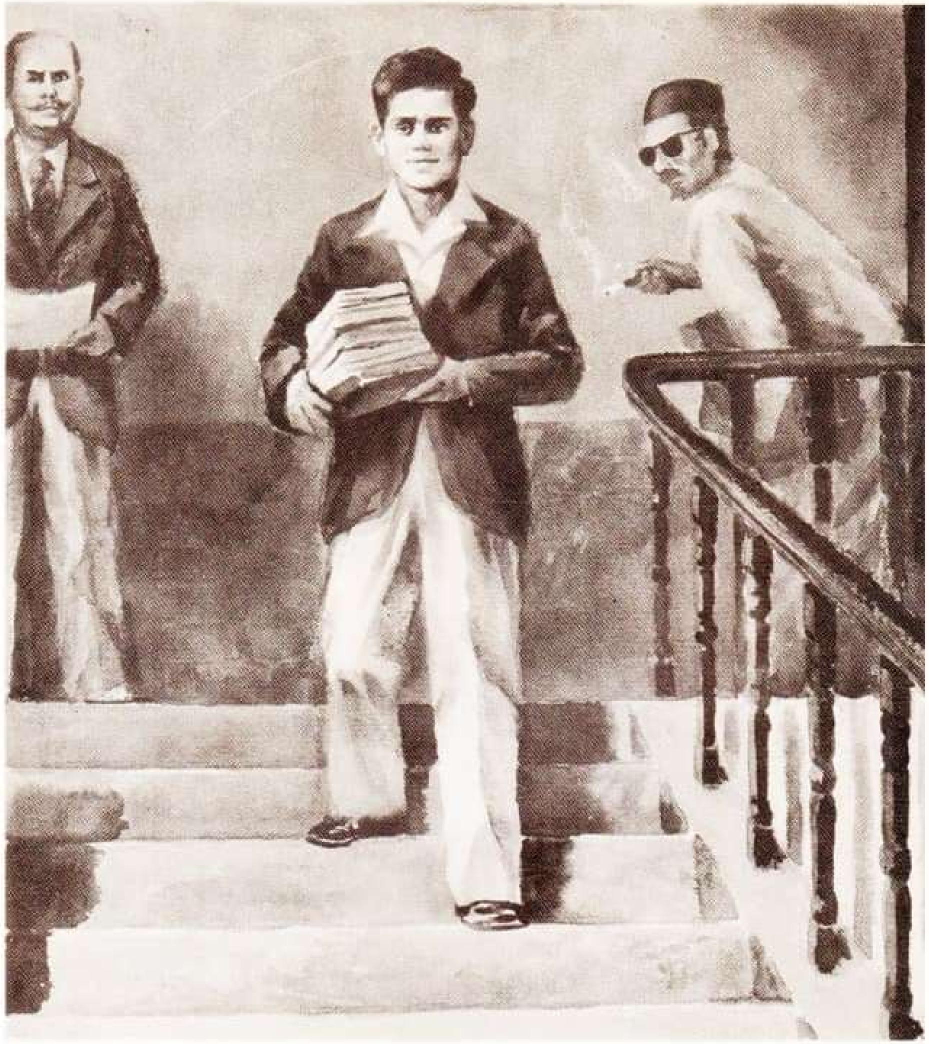
جب کوٹنس مڈل اسکول میں تھے تو ہندوستان ابھی تک برطانوی نوآبادی تھا۔ اس لڑکے نے مہاتما گاندھی کی طرف سے شروع کی گئی تحریکِ عدم تعاون کی حمایت کی اورا پنے والد کے ساتھ الائو کے ایک جلسے میں گیا۔ اس وقت سے، وہ صرف ہندوستان کے ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے سے تیار کردہ لباس پہنتے تھے۔



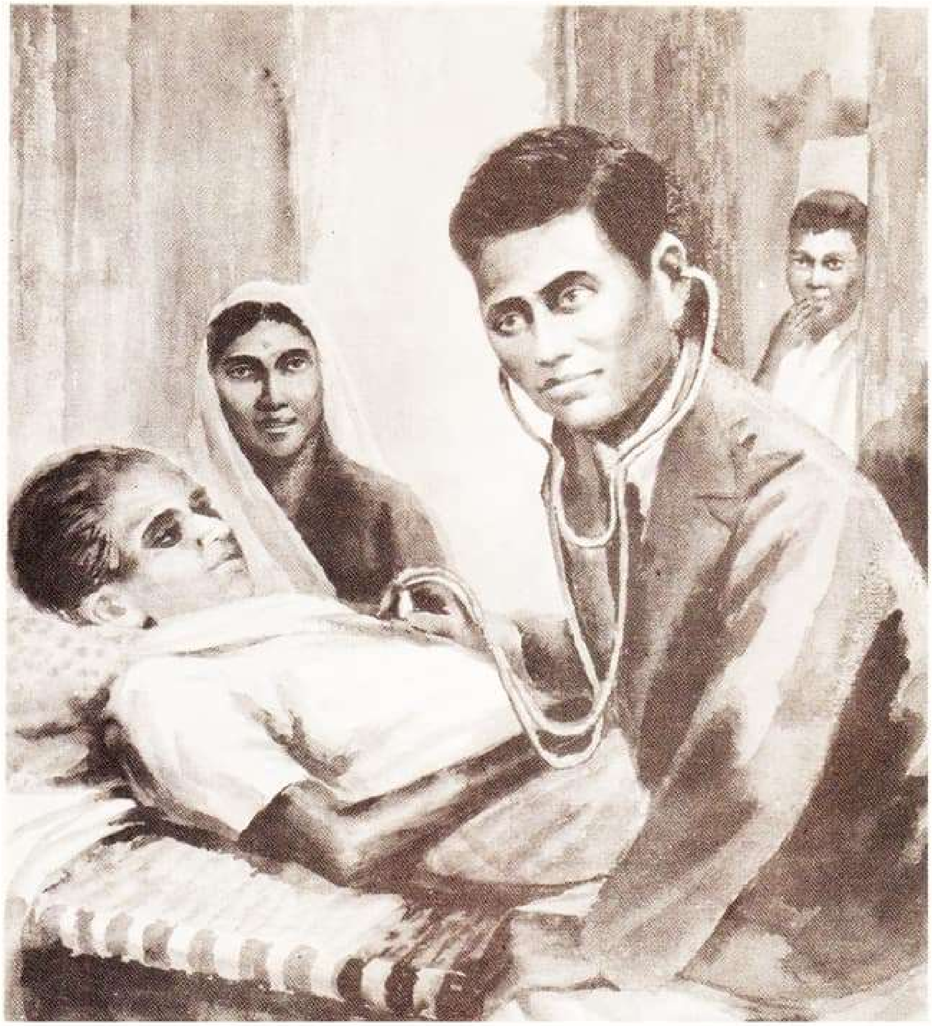
1932 میں، جب وہ کالج میں تھے، توان کے آبائی شہر میں نوآبادیاتی حکمرانوں کے ہاتھوں کچھ محبِ وطن ہلاک کردیے گئے۔ کوٹنس شدید غم و غصے سے بھر گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھی طلباء کے ساتھ مل کراحتجاجی مظاہرہ کیا۔



اس کے بعد انہیں بمبئی کے گرانٹ میڈیکل کالج میں داخلہ مل گیا، جہاں سے انہوں نے 1936 میں گریجویشن کیا۔ ان کے والدین پر امید تھے کہ وہ اب اپنی زندگی میں سکون سے بیٹھ جائیں گے اور شادی کے بارے میں کچھ سوچیں گے ۔ لیکن وہ اپنی پڑھائی جاری رکھنا اور ایک سرجن بننا چاہتے تھے ۔



جب کوٹنس نے اپنے کیے پر معافی مانگنے سے انکار کردیا، تو انہیں اسکول چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔



گریجویشن کے بعد انہیں وہیں رکنے کے لیے کہا گیا اور وہ فزیالوجی میں اسسٹنٹ بن گئے، جسے ایک اچھی نوکری سمجھا جاتا تھا۔ لیکن وہ اپنے کام سے مطمئن نہیں تھے؛ انہیں یہ دیکھ کر شدید صدمہ پہنچا کہ غریب لوگ علاج کے اخراجات برداشت نہ کرنے کی وجہ سے بیماریوں میں مبتلا تھے۔ وہ خود سے یہ پوچھنے پر مجبور ہو گئے کہ "ایسا کیوں ہے؟"



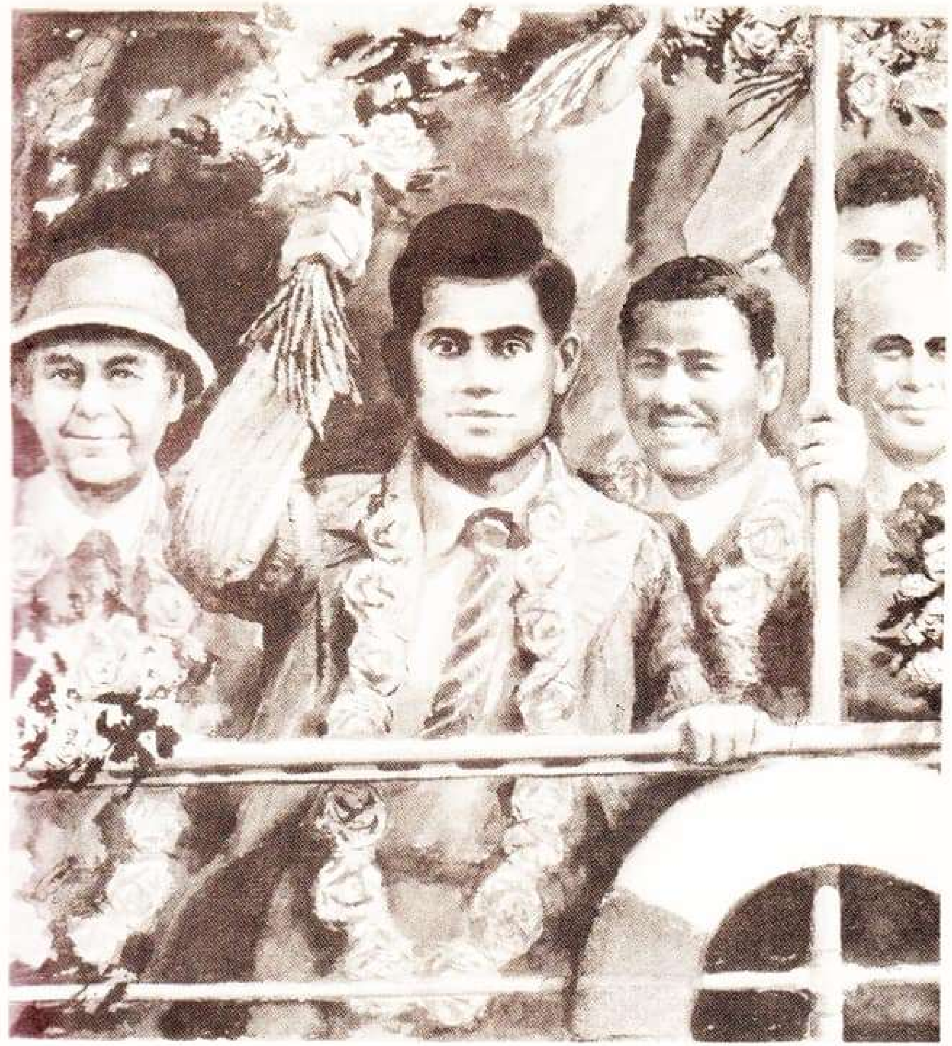
اس امتحان کی تاریخ قریب تھی جس سے انہیں اعلیٰ ڈگری ملنے والی تھی۔ لیکن عین اسی وقت، انڈین نیشنل کانگریس کے چیئرمین، پنڈت جواہر لال نہرو نے چینی عوام کی جاپان مخالف جنگ کی حمایت کے لیے ایک طبی مشن کی تشکیل کی اپیل کی۔ کوٹنس نے اپنے طویل انتظار کے امتحان کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور چائنا ایڈ کمیٹی کو اپنی درخواست پیش کر دی۔



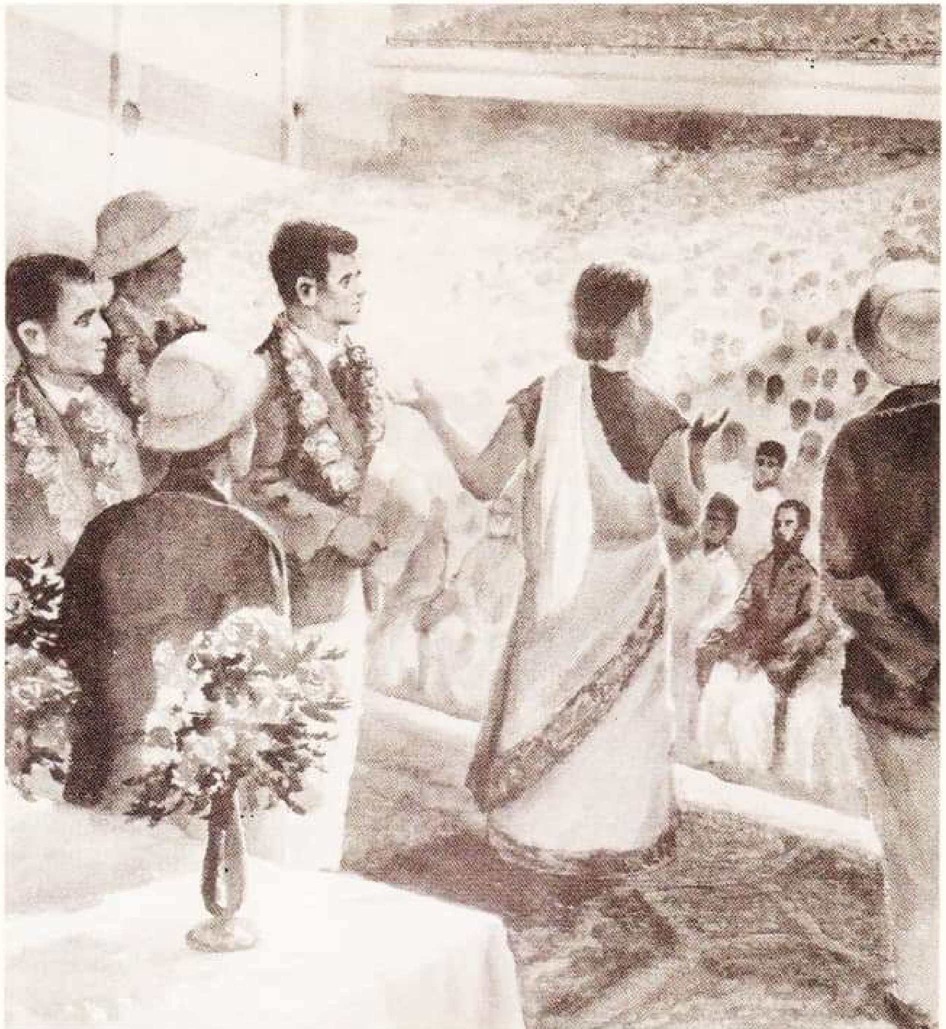
کوٹنس الوداع کہنے کے لیے اپنے آبائی شہر شعلہ پور واپس گئے۔ بہت سے لوگ ان سے ملنے آئے۔ ان کی روانگی پر، ان کے والد نے ان کی حوصلہ افزائی کی: "ناقابلِ تسخیر عزم کے ساتھ آگے بڑھو، اور آدھے راستے میں ہمت نہ ہارنا!" اور ان کی ماں نے انہیں چاندی کا ایک گلاس دیا جس پر یہ الفاظ کندہ تھے: اپنی ماں کو کبھی نہ بھولنا۔



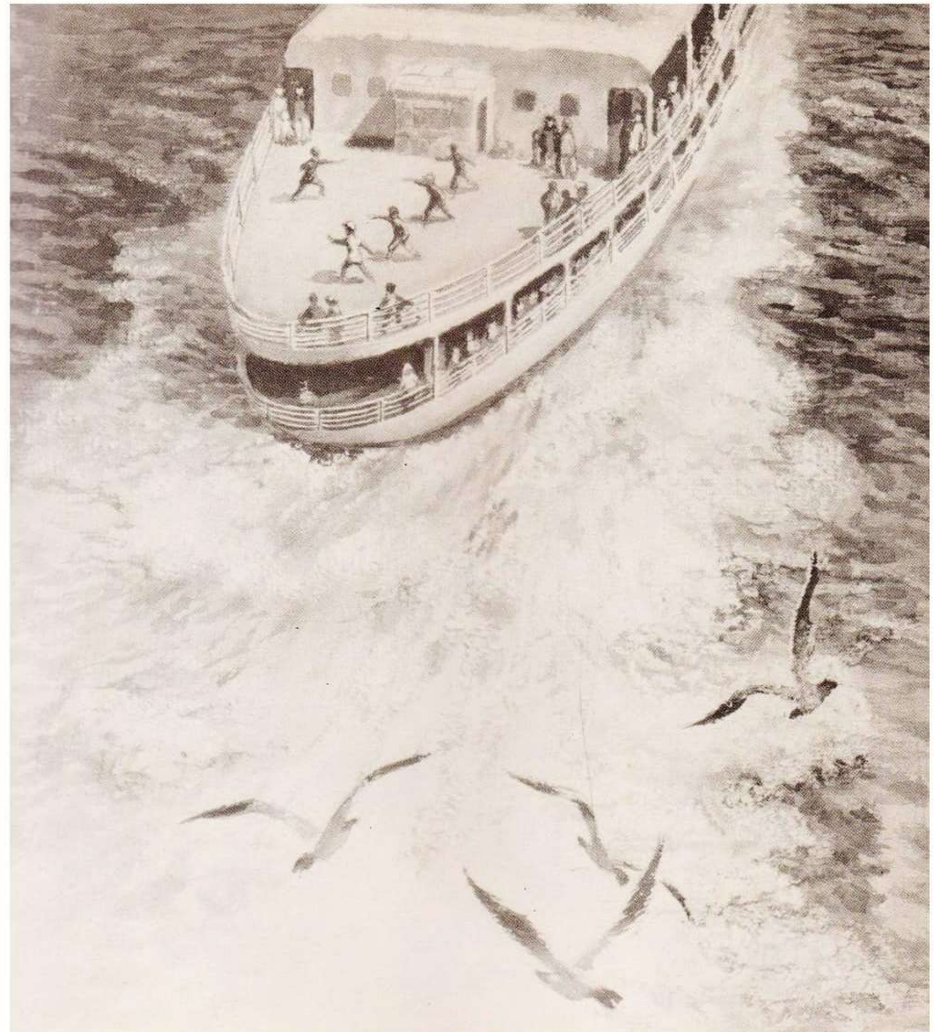
چائنا ایڈ کمیٹی کے چیئرمین نے انہیں احتیاط سے غور کرنے کا مشورہ دیا، کیونکہ چین جانے کا مطلب اپنی جان خطرے میں ڈالنا اور اعلیٰ تعلیم کو چھوڑنا تھا۔ کوٹنس نے سنجیدگی سے جواب دیا: "یہ میرا فیصلہ ہے،" اور انہیں قبول کر لیا گیا۔



1 ستمبر 1938 کی آدھی رات کو، یہ طبی مشن پی اینڈ او (P.&O.) لائنز کے بحری جہاز "ایس ایس راجپوتانہ" پر بمبئی سے روانہ ہوا۔ اس مشن میں کل پانچ اراکین شامل تھے: ڈاکٹر ایم اٹل (مشن کے رہنما)، ڈاکٹر ایم چولکر (مشن کے نائب رہنما)، ڈاکٹر ڈی مکھرجی، ڈاکٹر بی کے باسو، اور ڈاکٹر ڈی ایس کوٹنس۔



طبی مشن کے اراکین کو الوداع کہنے کے لیے بمبئی میں منعقدہ ایک بڑے عوامی جلسے میں، مزدوروں، طلباء اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے دیگر لوگوں نے انقلابی گیت گائے اور نعرے لگائے: "ہندوستانی اور چینی عوام بھائی بھائی ہیں!" انڈین نیشنل کانگریس کی رہنما، میڈم سروجنی نائیڈو نے اس طبی مشن کو عوام کے سفیر قرار دیا۔ کوٹنس یہ دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔



اپنے مستقبل کے کام کی تیاری کے لیے، کوٹنس نے فوجی مشقوں میں اپنے ساتھیوں کی قیادت کرنے کی رضاکارانہ پیشکش کی، جوانہوں نے اسکول میں سیکھی تھیں۔ وہ ان مشقوں کو سنجیدگی سے لیتے تھے اور ایک سخت استاد تھے۔ اس وجہ سے ان کا دوسرا لقب "کرنل" پڑا۔



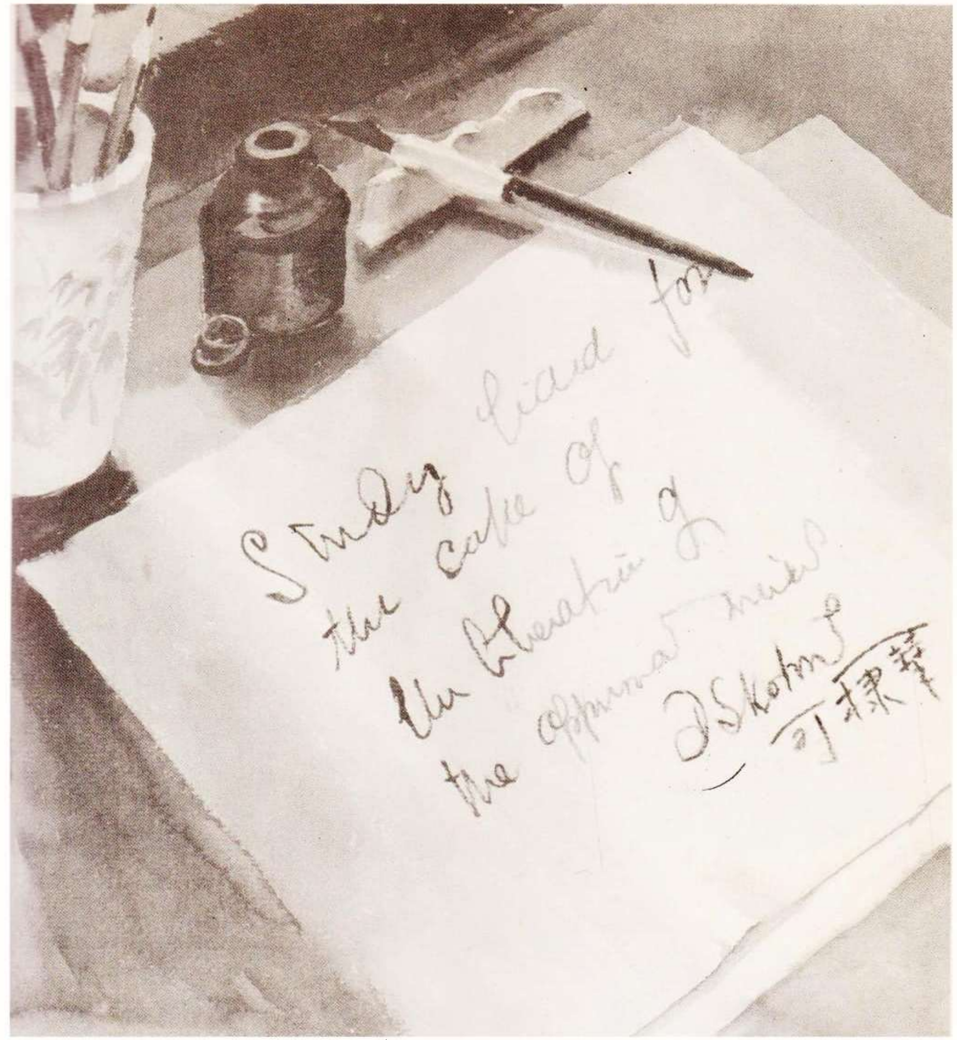
جب بحری جہاز سمندر میں تھا، تو کوٹنس نے ایک ڈائری کو چینی-انگریزی الفاظ کے ذخیرے سے بھر دیا، اور چینی گیت "رضاکاروں کا مارچ" گانا سیکھا۔ اسی طرح انہوں نے "اسکالر" (عالم/دانشور) کا لقب پایا۔



جب سترہ دن بعد بحری جہاز گوانگژو پہنچا، تو میڈم سونگ چنگ لنگ ان کے استقبال کے لیے آئیں۔ ڈاکٹر اٹل نے دھیمی آواز میں میڈم سونگ سے کہا، "ہم وہاں جانا چاہتے ہیں، کیونکہ ژو این لائی وہاں موجود ہیں، اور وہ ہمیں آٹھویں روٹ آرمی میں شامل ہونے کے لیے محاذِ جنگ پر بھیجیں گے۔" ان کے پاس کھڑے کوٹنس مسکرا دیے۔



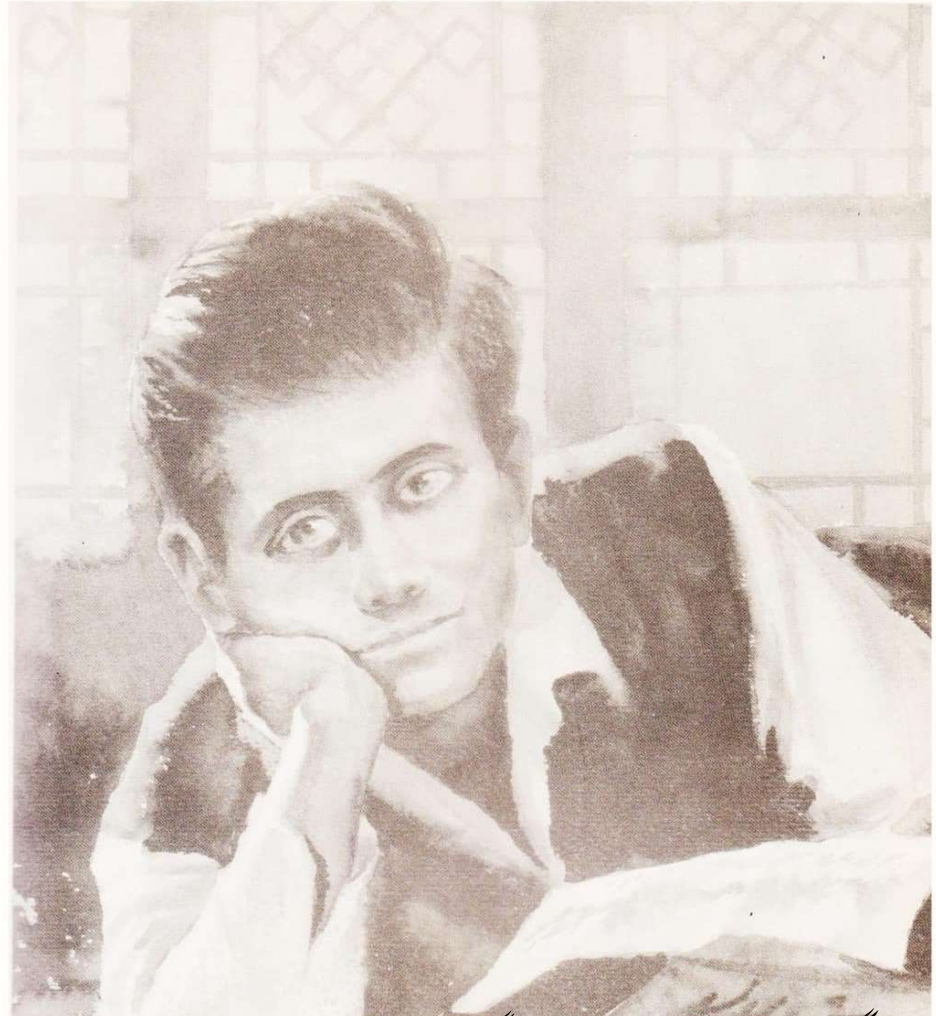
7 اکتوبر 1938 کو، چینی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ملٹری کمیشن کے وائس چیئرمین، ژو این لائی نے ہندوستان سے آئے ہوئے چائنا ایڈ میڈیکل مشن کے تمام اراکین کا استقبال کیا۔ کوٹنس نے کامریڈ ژو این لائی کو انتہائی شفیق پایا۔ یہ جاننے پر کہ کوٹنس کی عمر صرف اٹھائیس سال ہے، ژو این لائی نے خوش مزاجی سے کہا، "پھر تو آپ چینی اور ہندوستانی عوام کے درمیان دوستانہ تبادلے کے لیے اور بھی بہت زیادہ کام کر سکتے ہیں۔"



چند ماہ بعد، ژو این لائی نے امپانی امدادی چینی میڈیکل مشن کے ارکان کے لیے چانگ چنگ سے ینان روانگی کا انتظام کیا۔ روانہ ہونے سے پہلے، ان سب نے چین کے لیے اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لیے اپنے ناموں کے آخر میں "ہوا" (hua) کا اضافہ کیا جس کا مطلب "چین" ہے۔ کوٹنس کا چینی نام "کے دیہوا" (KeDihua) تھا۔



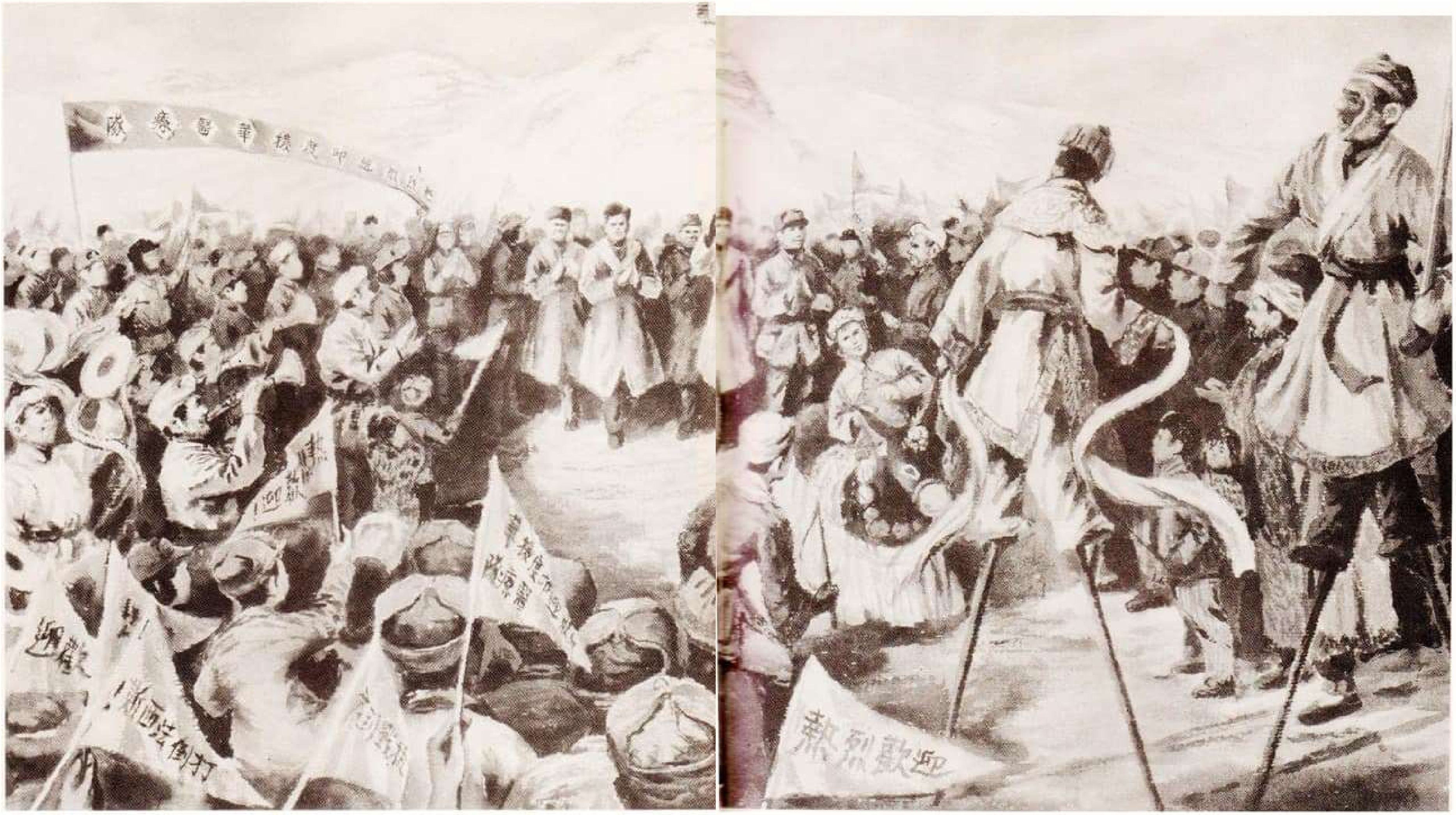
لیکن ژو این لائی انہیں فوراً محاذِ جنگ پر بھیجنے کے لیے تیار نہ تھے۔ انہوں نے تجویز دی کہ وہ کچھ عرصے کے لیے کومنتانگ کے زیرِ اثر چانگ چنگ میں کام کریں۔ یہ تجویز کوٹنس کی توقعات سے بالکل برعکس تھی۔



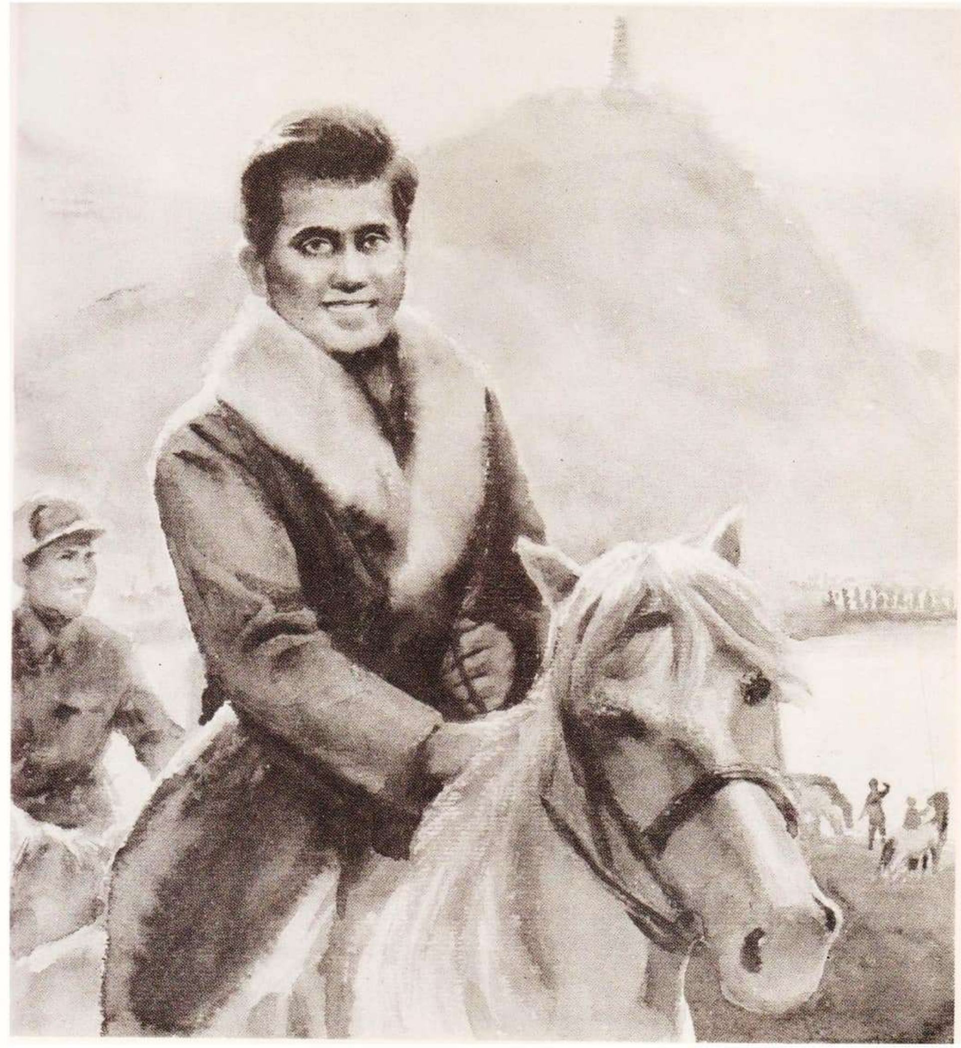
ینان روانگی سے ایک دن پہلے، کوٹنس کو گھر سے ایک خط ملا، جس میں انہیں ان کے والد کے انتقال کی انتہائی افسوسناک خبر دی گئی۔ آنسوؤں سے گلوگیر ہونے کے باوجود، انھوں نے اپنے ساتھیوں کی اس تجویز کو مسترد کر دیا کہ وہ اپنے والد کے جنازے میں شرکت کے لیے واپس انڈیا چلے جائیں۔ کیونکہ انہیں اب بھی اپنے والد کے یہ الفاظ یاد تھے :
"ناقابلِ شکست عزم کے ساتھ آگے بڑھو، اور آدھے راستے سے ہمت مت ہارنا!"



لیکن کوٹنس روانگی کے دن کا بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔ اپنے والد کے نام خط میں انہوں نے لکھا، "مجھے امید ہے کہ شمالی چین کے اس دورے پر میں اپنی آنکھوں سے موجودہ دنیا کی نئی سیاسی قوت — کمیونزم کا مشاہدہ کر سکوں گا۔"



فروری 1939ء میں، شدید برف باری اور فضائی حملے کے باوجود، ینان کے عوام اور فوجیوں نے انڈیا کے ان سفیرِ دوستی کا گیتوں اور رقص کے ساتھ پرجوش استقبال کیا۔



کچھ ہی عرصے بعد، چولکر اور مکھرجی کو صحت کی خرابی کی وجہ سے واپس انڈیا جانا پڑا۔ ینان کے انقلابی ماحول سے بے حد متاثر ہو کر، کوٹنس نے اٹل اور باسو کے ساتھ شمالی چین کے محاذ پر جانے کی اجازت مانگی۔



ینان آمد کے تیسرے دن، ایٹھ روٹ آرمی (Eighth Route Army) کے جنرل ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے ایک شاندار استقبالیہ اجلاس منعقد کیا گیا۔ کوٹنس نے اسٹیج پر جا کر چینی زبان میں "رضاکاروں کا مارچ" (March of the Volunteers) گایا۔ انہوں نے اتنے گہرے جذبات اور قوت کے ساتھ گایا جیسے وہ بہت جلد دشمن سے لڑنے کے لیے محاذ پر جانے والے ہوں۔ وہاں چیئرمین ماؤزے تنگ بھی موجود تھے، جو تالیاں بجائے بغیر نہ رہ سکے۔



جولائی کی ایک برسات کی رات، اٹل، کوٹنس اور باسو کو ایک ہنگامی پیغام ملا کہ ژو این لائی کا دایاں بازو ٹوٹ گیا ہے اور ان تینوں کو فوراً ینان پہنچنا چاہیے۔ اندھیرے اور پھسلن بھرے راستوں کے باوجود، انہوں نے فوراً گھوڑوں پر چھلانگ لگائی اور جتنی تیزی سے ہو سکتا تھا روانہ ہو گئے۔



دشمن کی سخت ناکہ بندی کی وجہ سے، کوٹنس اور ان کے ساتھیوں کو ینان سے 15 کلومیٹر دور ایٹھ روٹ آرمی کے ایک ہسپتال میں کام کرنا پڑا۔ کوٹنس وہاں بطور سرجن اور ریڈیالوجسٹ خدمات سرانجام دیتے تھے۔



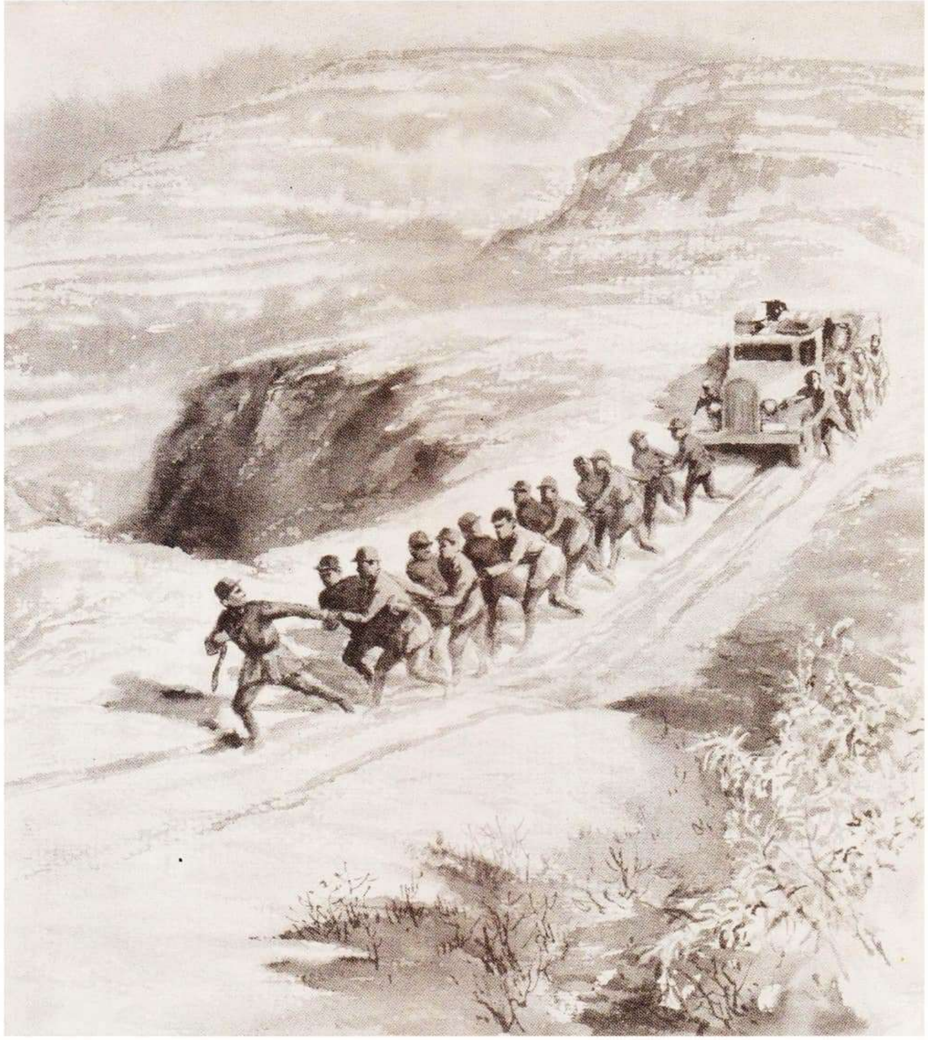
1939ء کے اوائلِ سرما میں، ایٹھ روٹ آرمی کے کمانڈران چیف، ژو دے (ZhuDe) نے انڈین ڈاکٹروں کو تار (ٹیلی گرام) بھیجا اور انہیں محاذ پر آنے کی دعوت دی۔ ان کی روانگی سے پہلے، چیئرمین ماؤ نے کوٹنس کے ساتھ ایک طویل گفتگو کی، اور ان کے لیے اچھے کام، اچھی پڑھائی اور اچھی صحت کی تمنا کی۔ چیئرمین ماؤ نے خود اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر ان کی ضیافت بھی کی۔



علاج کے ایک معرکے کے بعد، ژو این لائی کا بازو بہتر ہو رہا تھا۔ ایک دن، انڈین ڈاکٹر یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ژو این لائی اپنے بائیں ہاتھ سے لکھ رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا، "آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟" ژو این لائی نے جواب دیا: "میں کام کر رہا ہوں۔" کوٹنس اس بات سے گہرے متاثر ہوئے۔



راستہ دن بدن مشکل سے مشکل تر ہوتا گیا۔ اب انہیں پیدل سفر کرنا پڑ رہا تھا، جبکہ چند لوگ گھوڑوں پر سوار تھے۔ انھوں نے برف باری اور تیز ہواؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنا راستہ بنایا اور اس دوران انہیں گولی باری کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اگرچہ یہ ان کا جنگ کا پہلا تجربہ تھا، لیکن وہ بالکل خوفزدہ نہیں ہوئے۔



محاذِ جنگ کا یہ سفر انتہائی کٹھن تھا۔ 23 نومبر کو ان کا زیادہ بوجھ سے لدا ہوا ٹرک خراب ہو گیا۔ کوٹنس نے مذاق کرتے ہوئے کہا، "ہم نے ٹرک کو ناراض کر دیا ہے، اس لیے اب ہمیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا!" یہ کہہ کر انھوں نے ایک رسے کی مدد سے ٹرک کو کھینچنا شروع کر دیا۔



12 نومبر 1939ء کو، امریکہ اور کینیڈا کی ایڈ-چائنا میڈیکل ٹیم کے سربراہ ڈاکٹر نارمن بیتھون محاذِ جنگ پر بیماری کے باعث انتقال کر گئے۔ ڈاکٹر کوٹنس نے ان کے تعزیتی اجلاس میں شرکت کی۔ ڈاکٹر بیتھون کی تصویر کے سامنے کھڑے ہو کر، کوٹنس نے کہا، "آپ نے میرے لیے ایک بہترین مثال قائم کی ہے۔



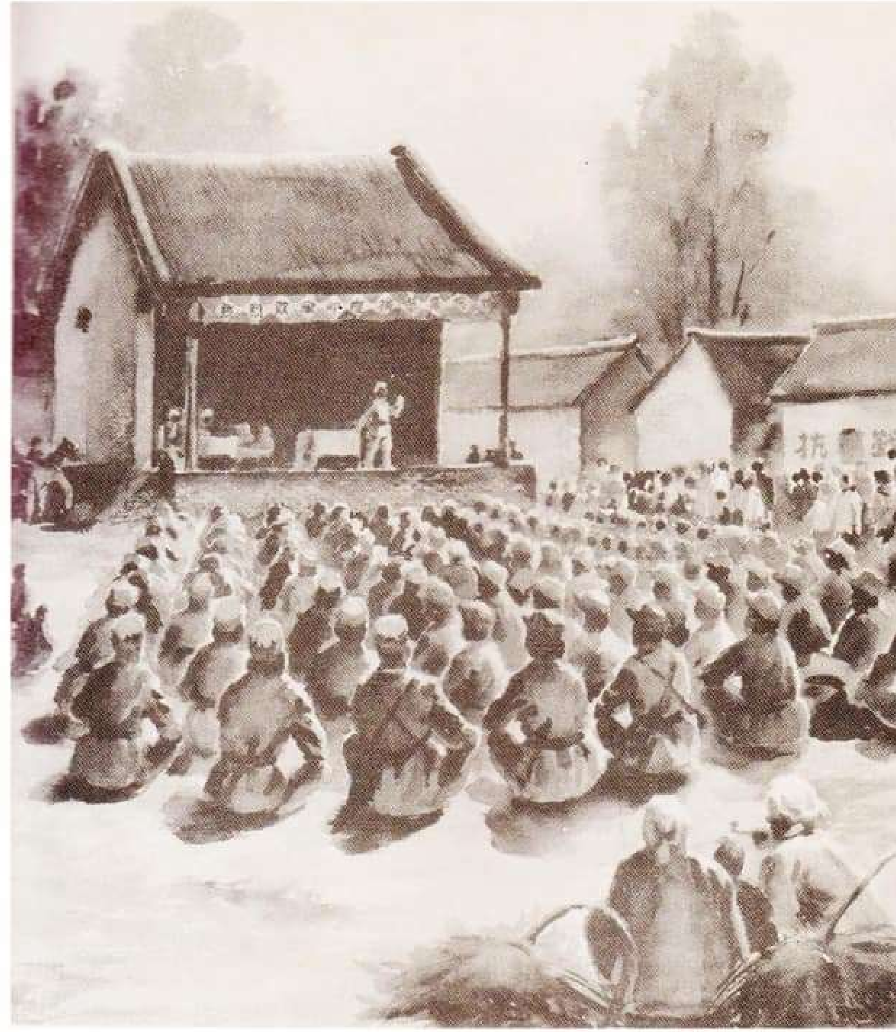
دو ماہ بعد، ایک طویل اور کٹھن سفر طے کرنے کے بعد، وہ اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ کمانڈران چیف ژو دے (ZhuDe) نے ایٹھ روٹ آرمی کے ہیڈ کوارٹر میں ان کا استقبال کیا۔ ان کے دھوپ اور موسم سے جھلسے ہوئے چہروں کو دیکھتے ہوئے، ژو دے نے ان میں سے ہر ایک سے ہاتھ ملایا۔



1940 کے اوائل میں، اٹل بیمار ہو گئے اور ہندوستان واپس آ گئے۔ انڈین میڈیکل مشن کے اصل پانچ ارکان میں سے صرف ڈاکٹر کوٹنس اور ڈاکٹر باسو ہی چین میں باقی رہ گئے تھے۔ انہیں شانشی-قہار-ہیبی سرحدی علاقے کے میڈیکل اسکول میں تعینات کیا گیا تھا، جہاں کبھی ڈاکٹر نارمن بیتھون کام کرتے تھے۔



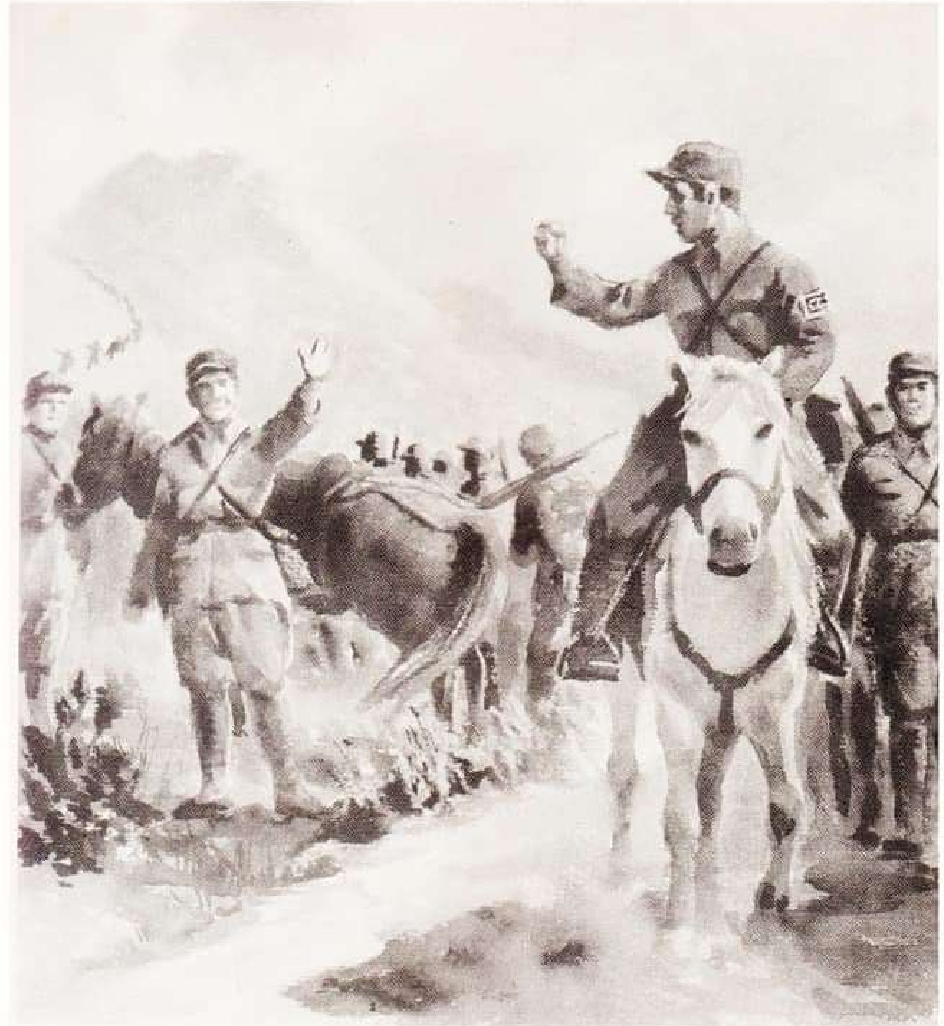
اسکول کے راستے میں، ان کا سامنا ژانگ دیان کی شدید جنگ سے ہوا۔ میدانِ جنگ کے قریب ہی ایک عارضی آپریشن روم قائم کیا گیا۔ انہوں نے گولیوں کی بوچھاڑ میں چھیالیس گھنٹے کام کیا اور سو سے زائد زخمی سپاہیوں کی جانیں بچائیں۔



17 اگست کو، کوٹنس اور باسواس گاؤں پہنچے جہاں بیدھون میڈیکل اسکول اور بیتھون انٹرنیشنل پیس ہاسپٹل واقع تھے۔ ان کے استقبالیہ اجلاس میں، کوٹنس نے چینی زبان میں تقریر کرتے ہوئے کہا، "میں ڈاکٹر بیتھون کی طرح، دنیا کے لوگوں کی طرف سے فاشزم مخالف مقصد کے لیے خود کو وقف کر دوں گا۔



شیجیاژوانگ اور ڈیژو کے درمیان دشمن کی نقل و حمل کو کاٹنے کے لیے، انہوں نے رات کے وقت کلہاڑیوں کی مدد سے یا اپنے ننگے ہاتھوں سے ریلوے ٹریک کو تباہ کرنے میں مقامی لوگوں کی مدد کی۔



ستمبر میں "ہنڈریڈ ریجیمنٹ بیٹل" (سو دستوں کی جنگ) شروع ہونے کے بعد، کوٹنس اور باسو دونوں نے ایک ایک میڈیکل ٹیم کی قیادت کی اور مختلف میدانوں جنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔ روانگی سے قبل انہوں نے ایک دوسرے کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔



ان کی تقریر پر سامعین نے پرجوش تالیاں بجائیں۔ گوؤچنگ لان نامی ایک لڑکی کوٹنس کی بے لوثی اور خلوص سے اس قدر متاثر ہوئی کہ وہ رو پڑی۔



کوٹنس نے فائرنگ لائن کے بالکل پیچھے ایک سرجیکل اسٹیشن قائم کیا۔
بارود کے دھوئیں کے درمیان،
انہوں نے مسلسل تیرہ دن کام کیا اور 585 زخمی سپاہیوں کے آپریشن
کیے۔



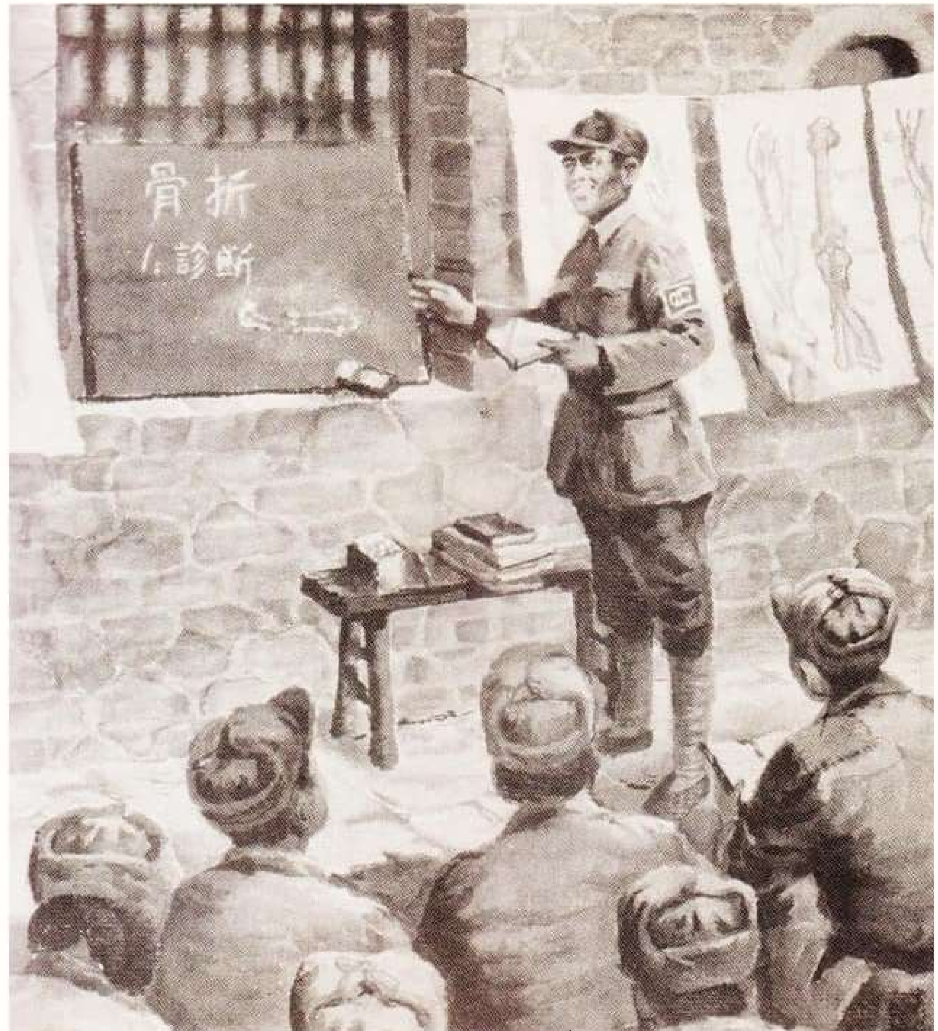
وہ تین دن سے سوئے نہیں تھے، اس لیے جب آخری مریض کو لے جایا گیا،
تو وہ آپریشن ٹیبل پر ہی سو گئے۔



میدانِ جنگ سے کوٹنس اور باسو کی واپسی کے چند دن بعد، انہیں ہندوستان سے ایک کیبل (تار) موصول ہوا، جس میں انہیں فوری طور پر اپنے وطن واپس آنے کو کہا گیا تھا۔ کوٹنس نے ضد کی کہ وہ ہندوستان واپس نہیں جائیں گے کیونکہ چین کے لوگوں کو ان کی ضرورت ہے۔ باسو خود کوٹنس کے اس فیصلے کے بارے میں رپورٹ دینے کے لیے یانان واپس چلے گئے۔



بیتھون میڈیکل اسکول کے صدر، جیانگ یی ژین نے انہیں ہمدردی لیکن سنجیدگی سے اپنی صحت پر توجہ دینے کی تاکید کی۔ بغیر کوئی وضاحت دیے، کوٹنس خاموشی سے کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ جیانگ یی ژین فون پر بات کر رہے تھے۔



اسکول میں تدریسی سہولیات کی کمی تھی۔ کلاسیں اکثر صحن میں ہوتیں، یہاں تک کہ سردیوں کے موسم میں بھی۔ اگرچہ کوٹنس سرد موسم کے عادی نہیں تھے، لیکن وہ ہمیشہ طلبہ کو ہوا کی اوٹ والی (محفوظ) جگہ بیٹھنے کی پیشکش کرتے تھے۔



کوٹنس کو سرجری کا انسٹرکٹر (استاد) مقرر کیا گیا۔ گوچنگ لان، جو انگریزی بہت اچھی جانتی تھیں، نے چینی زبان سیکھنے میں ان کی مدد کی۔ کوٹنس نے سخت محنت کی اور جلد ہی وہ چینی زبان میں اپنی کلاسیں لینے کے قابل ہو گئے۔ اسی دوران انہیں گوچنگ لان سے محبت ہو گئی اور وہ ان سے الگ ہونا برداشت نہیں کر سکتے تھے۔



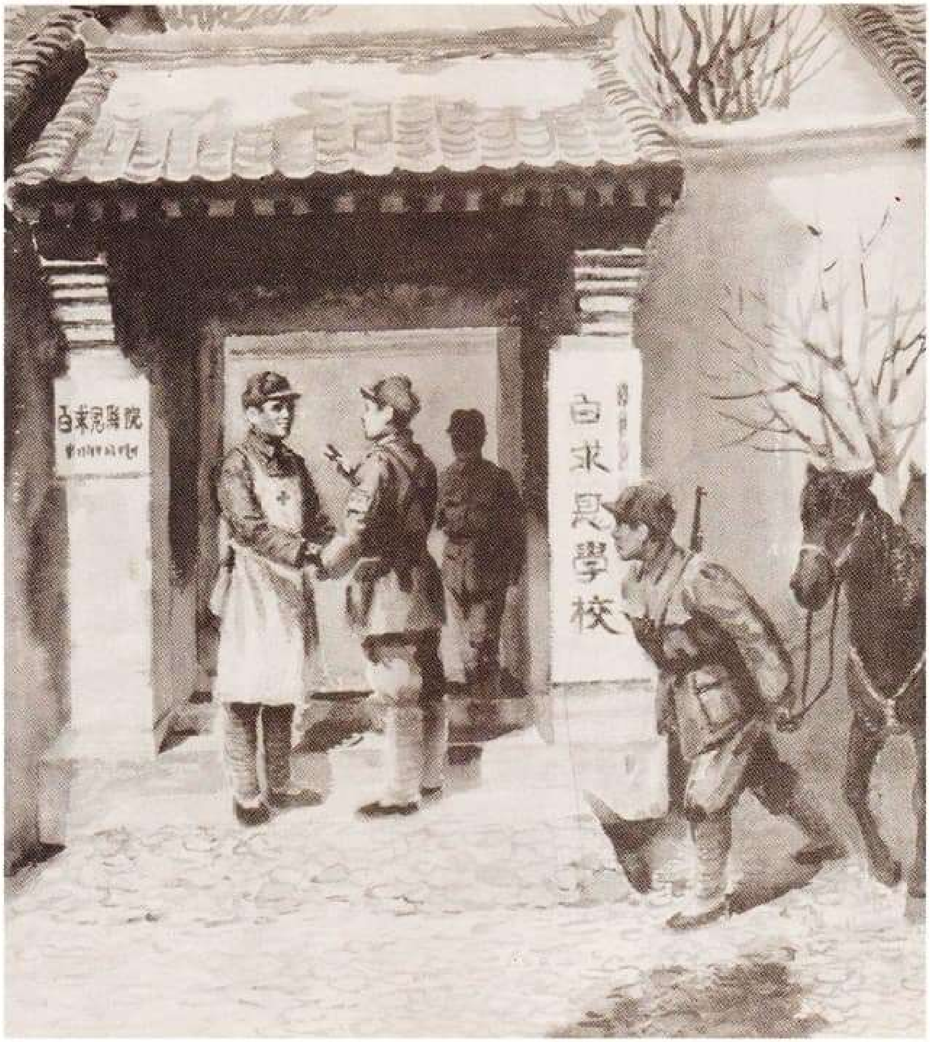
1941 میں، فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کا ایک گروپ جانے سے پہلے کوٹنس کا کوئی پیغام (آٹوگراف) لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے چینی زبان میں "مخالفِ جاپان جنگ کا جیتنا لازمی ہے" اور انگریزی میں "دنیا کے تمام مظلوم لوگوں کی آزادی کے لیے سخت محنت کرنا" لکھا۔



وہ فوجی مہمات کے درمیانی وقفوں میں کلاسیں لیتے یا جانوروں پر تجربات کرتے تھے۔ اساتذہ اور طلبہ اس قسم کی تدریس کو "مسلح تعلیم" (armed instruction) کہتے تھے۔ کوٹنس نے ان حالات میں خود کو ڈھالنے کی پوری کوشش کی اور وہ نہایت ایمانداری سے پڑھاتے تھے۔



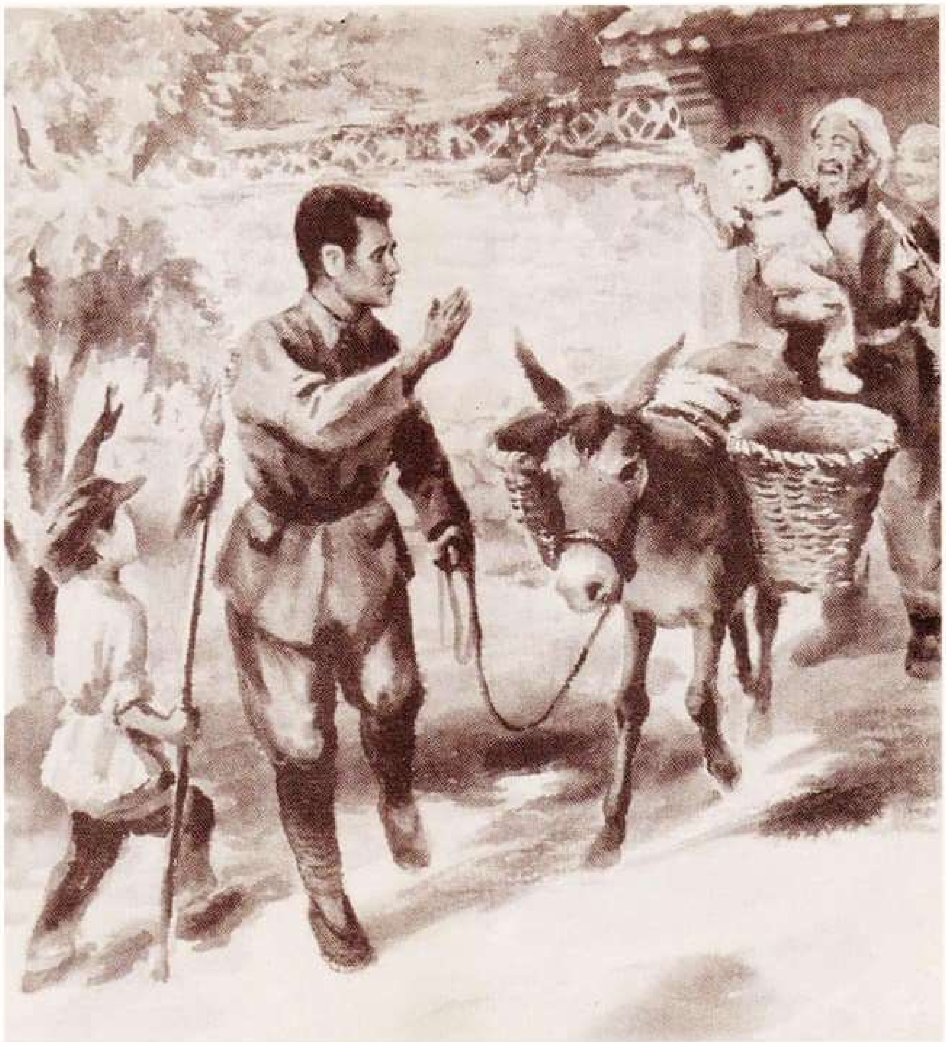
کوٹنس جانتے تھے کہ یہ کمانڈر اور سپاہیوں کی امید تھی، بلکہ یہ خود ان کا اپنا مقصد بھی تھا۔ ایک اچھا ڈائریکٹر بننے کے لیے، وہ اپنے ساتھیوں اور مریضوں کی ہر قسم کی آراء کو غور سے سنتے تھے۔



جب سرخ فوج کا "اینٹی موپنگ اپ" (دشمن کے خاتمے کا) آپریشن ختم ہوا، تو شانسی-چاہار-ہیبئ ملٹری ریجن کے کمانڈر نائی رونگ ژین نے کوٹنس کو نارمن بیتھون انٹرنیشنل پیس ہاسپٹل کا پہلا ڈائریکٹر مقرر کیا۔ یہ ان کی توقع سے بڑھ کر تھا۔ وہ پریشان تھے کہ شاید وہ اس کام کے اہل نہیں ہیں۔ لیکن جیانگ یی ژین نے سنجیدگی سے کہا: "کمانڈر نائی نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ تک ان کی یہ امید پہنچاؤں کہ آپ دوسرے بیتھون بنیں گے۔"



مقامی لوگوں کی مدد اور عملی تجربے کی بدولت، کوٹنس نے طبی علاج میں بہتری دکھائی۔ بہت سے زخمی سپاہی صحت یاب ہوئے۔ محاذ پر روانہ ہونے سے پہلے، کوٹنس ہمیشہ ان سے کہتے، "آپ کے لیے نیک تمنائیں!"



انہوں نے مقامی لوگوں کو اسٹریچر اٹھانے، راشن اور چارہ پہنچانے اور ہسپتال کے دیگر کاموں کے لیے متحرک کیا۔ جب لوگوں نے کوٹنس کو جاپان مخالف جنگ کے مقصد کے لیے پورے دل سے کام کرتے دیکھا، تو وہ ہمیشہ خوشی خوشی وہ کام کرتے جو ان سے کہا جاتا تھا۔



ایک دن، ایک شدید زخمی سپاہی جس کے پیٹ کی بڑی سرجری ہونی تھی، ہسپتال لایا گیا۔ ہسپتال کے ڈاکٹر اور نرسیں بہت پریشان تھے، کیونکہ ان کے پاس اتنے پیچیدہ آپریشن کے لیے ضروری سامان یا تجربہ نہیں تھا۔



نرسوں کے عالمی دن پر، کوٹنس نے اخبار میں ایک مضمون شائع کیا، جس کا عنوان تھا "ماڈل نرس —— نائٹ اینگیل۔" اس مضمون میں انہوں نے لکھا کہ آٹھویں روٹ آرمی کی نرسوں اور طبی کارکنوں کو فلورنس نائٹ اینگیل کی مثال سے سیکھنا چاہیے۔ انہوں نے خود بھی یقیناً ایسا ہی کیا۔



کوٹنس بھی گہری تشویش میں بتلا تھے۔ انہوں نے تجربہ کار ڈاکٹروں سے مشورہ کیا، آپریشن کا منصوبہ بنایا اور اسی رات اس کے لیے کچھ سادہ سامان ڈیزائن کیا۔ انہیں صبح ہونے کا پتہ تب چلا جب ان کا باڈی گارڈ ان کا ناشتہ لے کر آیا۔



آپریشن شروع ہوا، جس میں کوٹنس چیف سرجن تھے۔ آپریشن روم کے اندر اور باہر لوگ بے چینی سے نتائج کا انتظار کر رہے تھے، لیکن کوٹنس کے ہاتھ پرسکون اور پراعتماد تھے۔



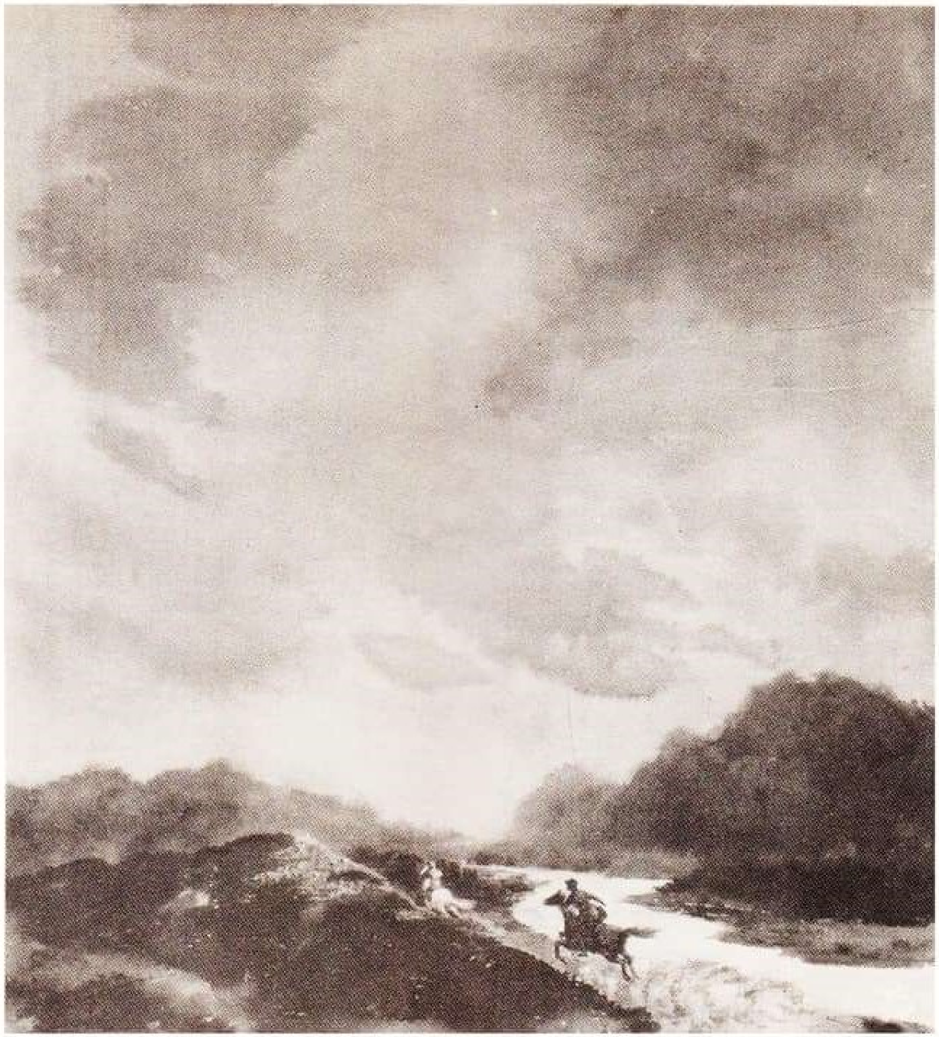
آپریشن کامیاب رہا۔ بعد میں، انہوں نے کئی پیچیدہ آپریشن کیے۔ کمانڈران چیف نائی رونگ ژین نے ان کی بہت تعریف کی۔



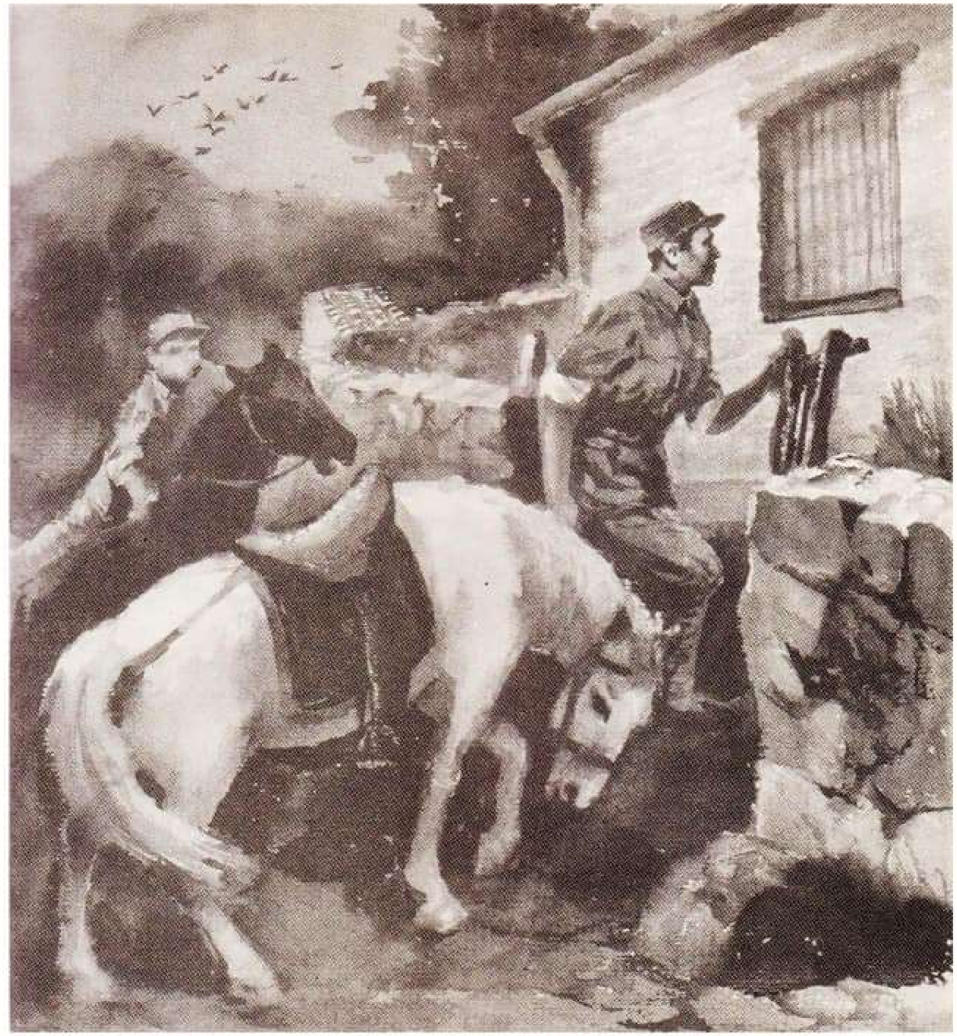
جب فصل کٹائی کا موسم قریب آیا، تو کوٹنس اور گوچنگ لان کی محبت بھی پروان چڑھ چکی تھی۔ موسمِ خزاں کے آخر میں ایک سرد دن، جب کوٹنس آگ جلا رہے تھے، گو اپنے ہاتھ میں اون کی ایک واسکٹ لیے ان کے گھر آئی۔ اس نے واسکٹ ان کے بستر پر رکھی اور کہا، "میں نے یہ واسکٹ آپ کے لیے بنی ہے۔"



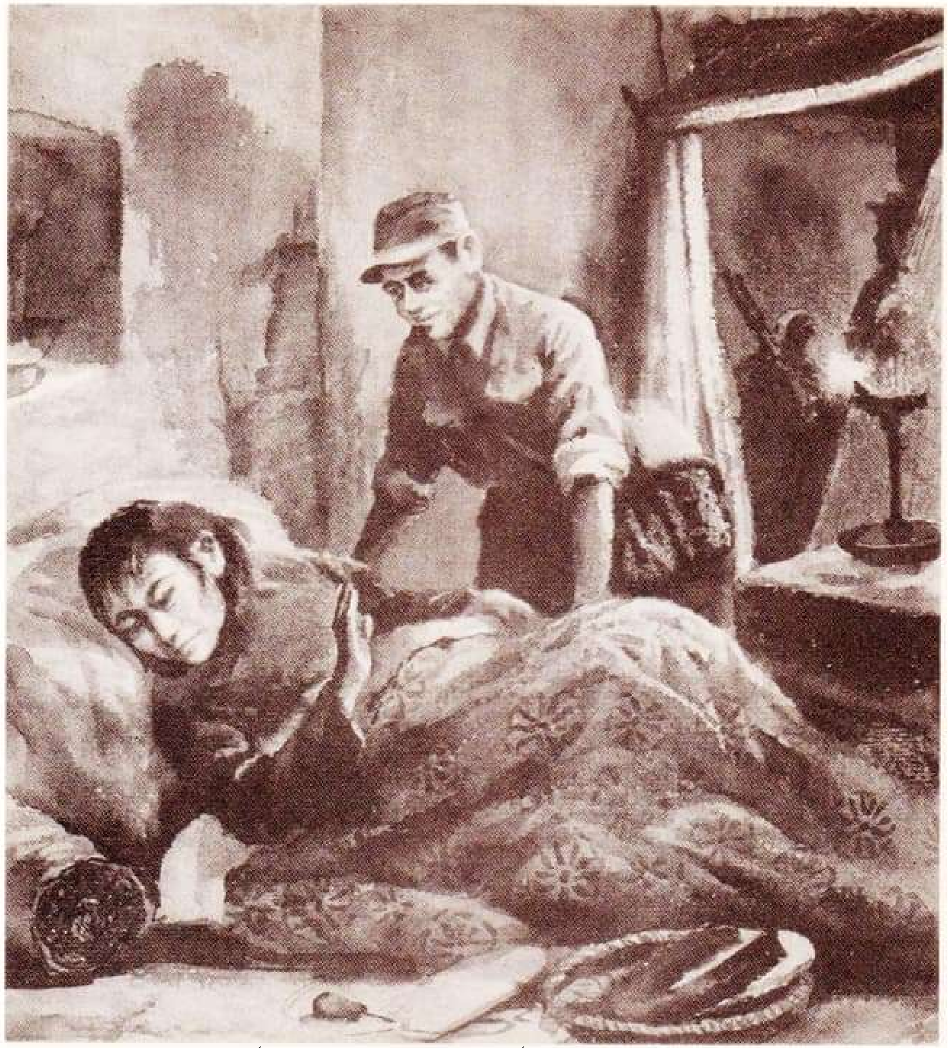
اس سے پہلے کہ کوٹنس "شکریہ" کہہ پاتے، گو کمرے سے چلی گئی۔ کوٹنس دروازے کی طرف لپکے اور اس کے جاتے ہوئے ہیولے کو دیکھتے رہے۔ ان کے دل میں محبت کا شعلہ بھڑک رہا تھا۔



جاپانی حملہ آوروں کی گولیوں نے صبح کی خاموشی کو توڑ دیا، اور دشمن کا صفایا کرنے کا آپریشن شروع ہو گیا۔ کوٹنس، جو اس وقت فوجی علاقے میں ایک میٹنگ میں تھے، فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر ہسپتال واپس پہنچے اور مریضوں اور مقامی لوگوں کو وہاں سے نکالنے کا انتظام کیا۔



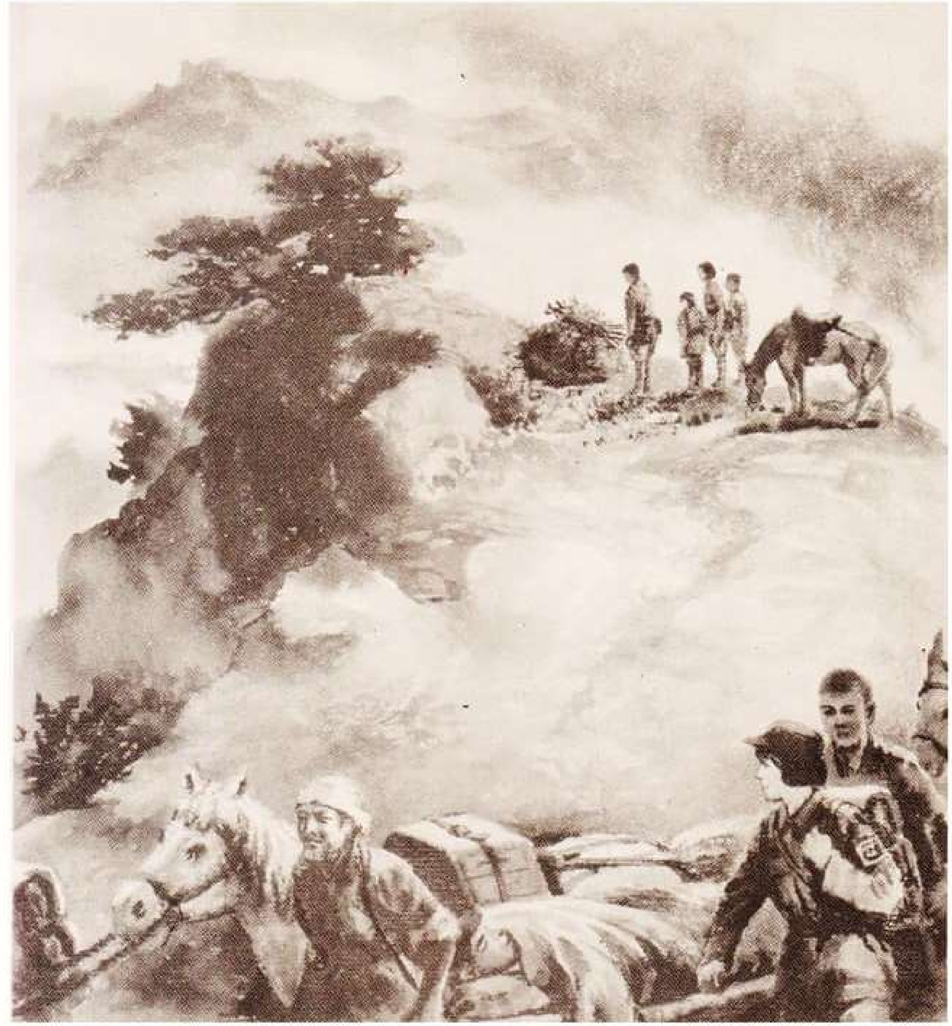
راستے میں، کوٹنس نے قریب ہی کراہنے کی آوازیں سنیں۔ وہ کون ہو سکتا تھا؟ انہوں نے اپنے گھوڑے کو سڑک سے ہٹایا اور کراہنے کی آواز کا پیچھا کیا۔



معلوم ہوا کہ وہ ایک عورت تھی جو بچے کو جنم دینے والی تھی۔ کوٹنس نے اپنے باڈی گارڈ سے کہا کہ اسے اسٹریچر پر لٹائے، لیکن عورت نے ہاتھ ہلا کر انہیں روکا اور کہا کہ اسے وہیں چھوڑ دیں، ورنہ دشمن انہیں گھیر لے گا۔ کوٹنس نے کہا: "ہم آٹھویں روٹ آرمی کے ڈاکٹر ہیں، اور ہم آپ کو یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے!"



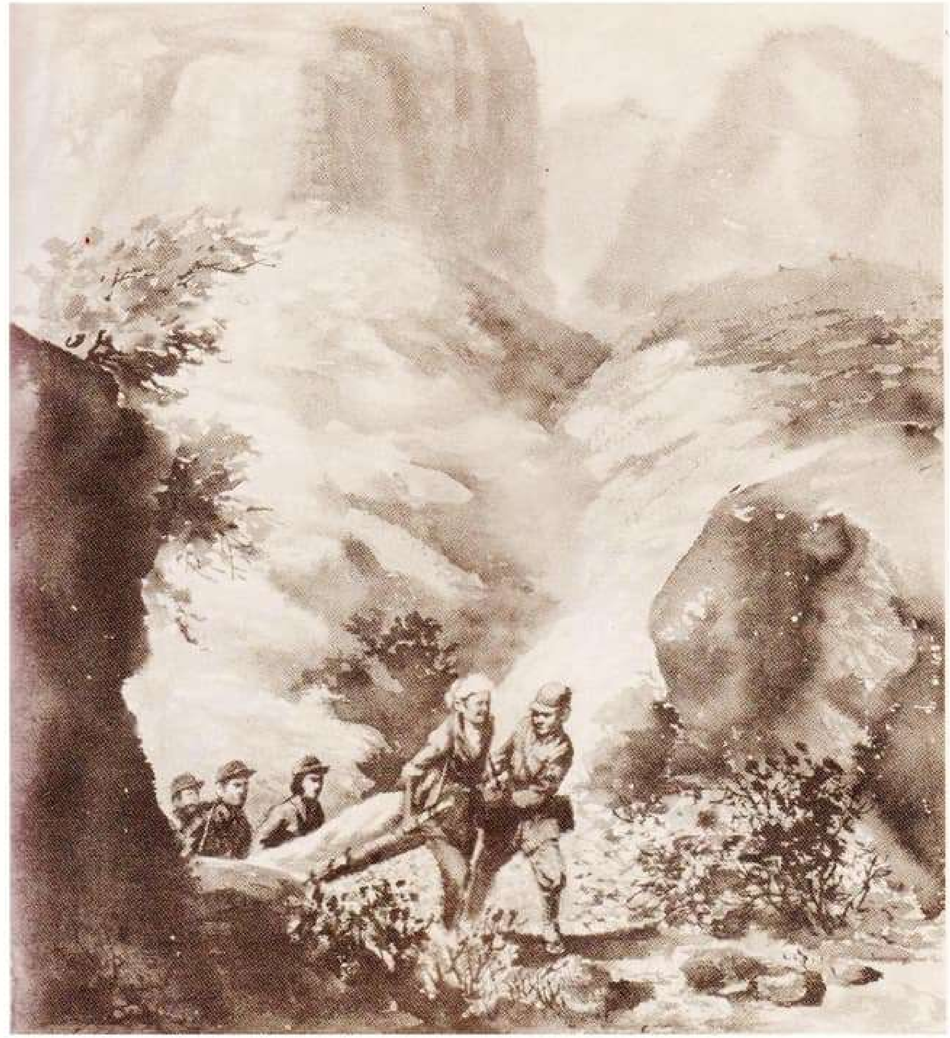
اسے ایک محفوظ جگہ لے جایا گیا جہاں اس نے ایک خوبصورت بچی کو جنم دیا۔ اس نے کوٹنس کو تشکر بھری نظروں سے دیکھا، جبکہ آس پاس کے لوگ مسکرائے اور اس چھوٹی بچی کو چین اور بھارت کے درمیان دوستی کا پھول قرار دیا۔



لیکن دشمن نے انہیں ڈھونڈلیا اوران کے کیمپ پر بمباری کی۔ کچھ زخمی
ہوئے اور کچھ مارے گئے۔ کوٹنس اور دیگر بچ جانے والوں نے مرنے
والوں کو دفن کیا اور پھر مضبوطی سے اپنے راستے پر چل پڑے۔



جنگ جاری رہی، اور کوٹنس اپنے لوگوں کو ایک دور دراز پہاڑی علاقے میں
لے گئے۔ خزاں کی بارش میں کوٹنس نے اپنی تنکے کی ٹوپی ایک زخمی سپاہی کو
دے دی اور وہ خود پوری طرح بھیگ گئے۔



کوٹنس ایک انٹرن (ڈاکٹری کے طالب علم) اور کئی نرسوں کے ساتھ فوراً جائے حادثہ پر پہنچے۔ انہوں نے زخمی شخص کو ابتدائی طبی امداد دی اور پھر اسے خاردار جھاڑیوں سے بھرے راستے پر اٹھا کر لے گئے۔



یک سوار نے کوٹنس کو کمانڈر ان چیف نائی رونگ ژین کا پیغام پہنچایا۔ اس میں لکھا تھا کہ وائس سیکرٹری جنرل شدید زخمی ہیں اور انہیں مدد کی ضرورت ہے۔



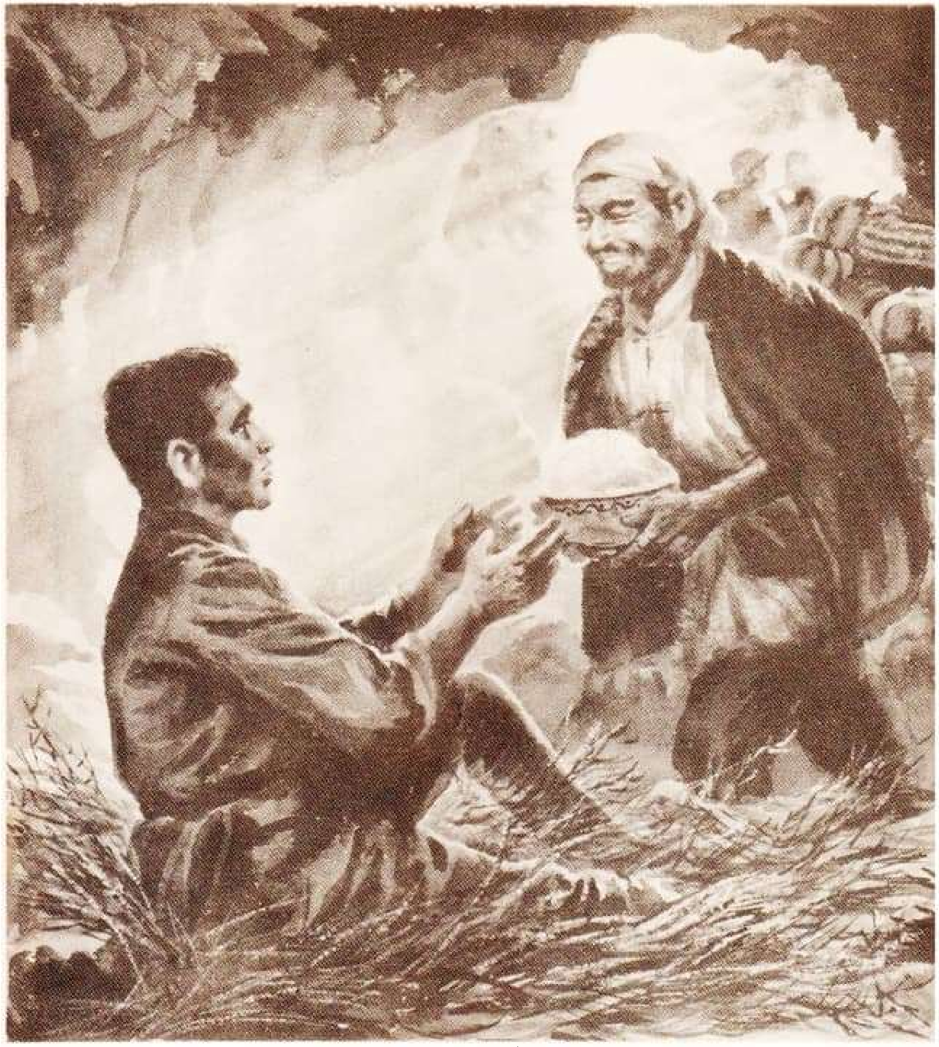
راستہ مزید مشکل ہوتا گیا، اور وہ سب شدید تھکن کا شکار ہو گئے۔ کوٹنس بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھے، اور انہیں چکر آ رہے تھے۔



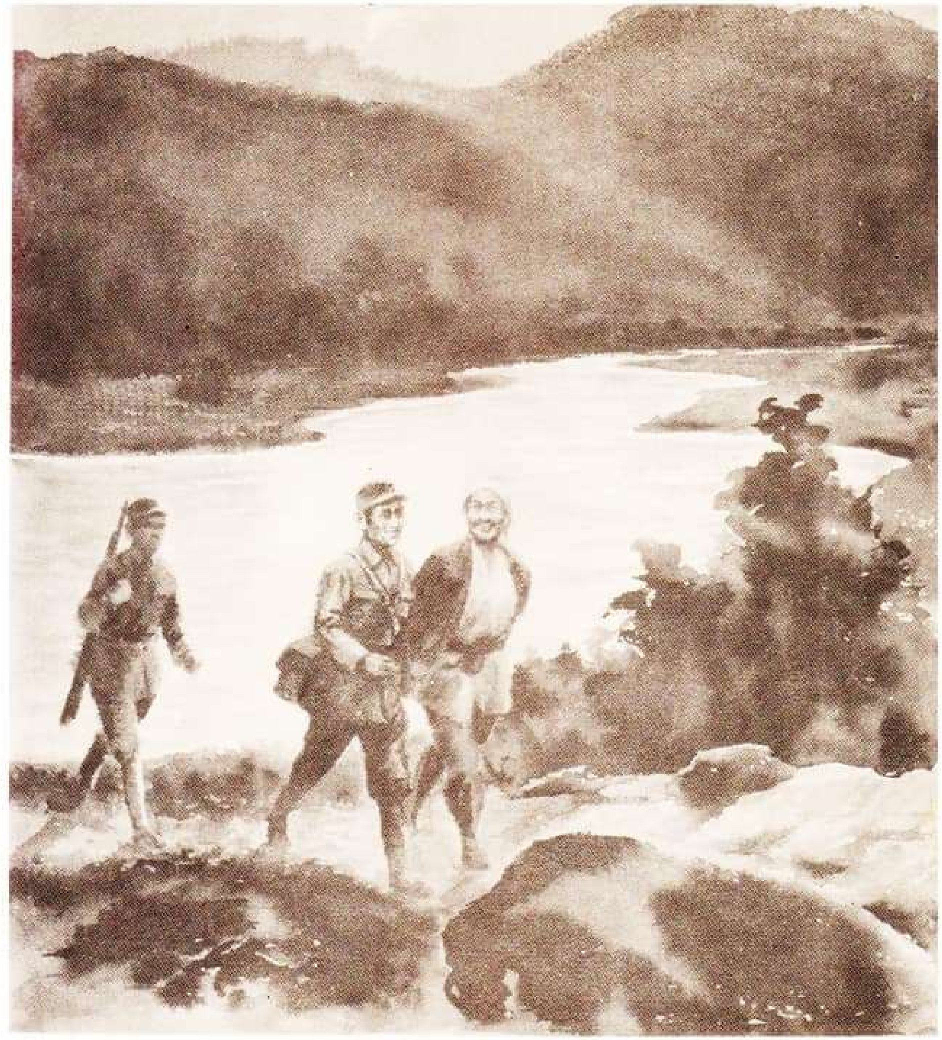
وہ ایک لمحے کے لیے بھی آرام نہیں کر سکتے تھے؛ اگر وہ چلنا بند کر دیتے، تو وہ سو جاتے۔ کوٹنس نے انٹرنیشنل (انقلابی گیت) گانا شروع کیا: "اٹھو! تم سب جو غلام نہیں رہنا چاہتے۔۔۔۔" ایک آواز کے بعد دوسری آواز نے ان کا ساتھ دیا۔ اس گیت نے انہیں آگے بڑھنے کا اعتماد اور طاقت دی۔



بالآخر انہیں ایک غار میں پناہ مل گئی ۔ کوٹنس نے پہلے زخمی شخص کا معائنہ کیا، اور پھر وہ خشک گھاس پر سو گئے ۔ انہوں نے ایک خواب دیکھا : ان کے سامنے مٹی کے برتن میں پکا ہوا مٹن (دنبے کا گوشت) کا سالن تھا، اور انہوں نے مٹن کا پیالہ سب سے پہلے اپنے مریض کو دیا ۔ ۔ ۔



اچانک وہ قدموں کی آواز سے جاگ گئے۔ ایک شریف سا کسان برف جیسے سفید نمک کا پیالہ لیے ان کے سامنے کھڑا تھا، اور بہت سے کسان کدو اٹھائے اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ کوٹنس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے اپنے دل میں کہا : "یہ لوگ، کتنے عظیم لوگ ہیں!"



وائس سیکرٹری جنرل دن بدن بہتر ہو رہے تھے۔ کوٹنس کے پاس اب آس پاس کے دیہاتوں میں جانے کا وقت تھا تاکہ وہ بیماروں کی دیکھ بھال کر کے لوگوں کے اس احسان کا بدلہ اتار سکیں۔ ایک دن انہیں غار سے دس کلومیٹر دور ایک گاؤں میں مریض دیکھنے کے لیے کہا گیا۔



مرگی! انٹرن نے فوراً بیماری کی تشخیص کرلی۔ اسے یاد آیا کہ کوٹنس نے ایک بار اپنے طلبہ کو پیٹ کے کیڑے (ٹیپ ورم) کا نمونہ دکھایا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ وہ ٹیپ ورم کا شکار ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ انہیں مرگی بھی ہے۔

"انہوں نے ہمیں یہ پہلے کیوں نہیں بتایا؟" انٹرن نے دل میں سوچا۔



کوٹنس نے پوری رات وہاں گزاری۔ صبح سویرے، جب وہ غار میں واپس آئے، تو وہ گر پڑے۔ انٹرن ان کی طرف لپکا اور دیکھا کہ کوٹنس کا منہ مضبوطی سے بند تھا، ان کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے، اور ان کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔



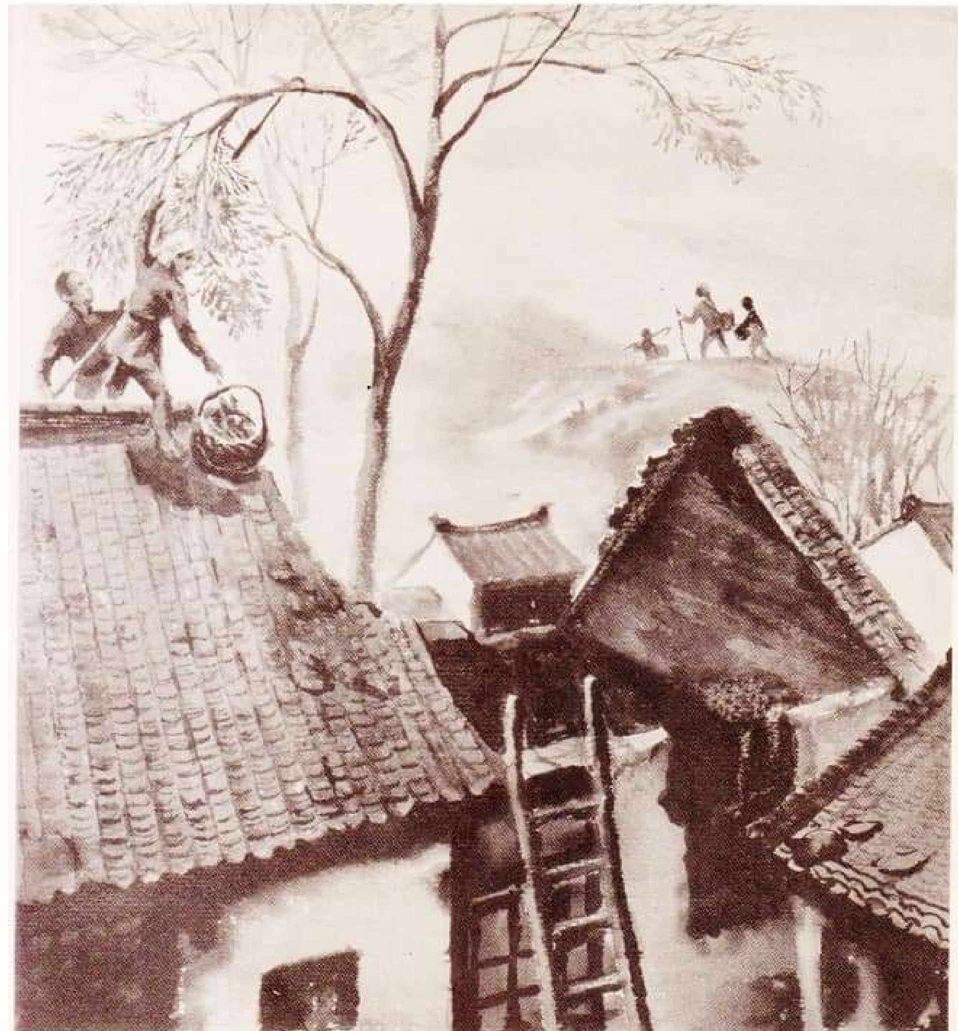
جب فوج نے اپنے "اینٹی موپنگ اپ" آپریشنز مکمل کر لیے، تو کوٹنس اور گوچنگ لان کی شادی ہو گئی۔ کمرے کو چینی روایت کے مطابق کھڑکی پر چسپاں کردہ "خوشی" کے پیپر کٹس (کاغذی تراشوں) سے سجایا گیا تھا؛ ان کے بستر پر مونگ پھلیاں اور کھجوریں رکھی گئی تھیں، اس امید کے ساتھ کہ ان کے ہاں جلد بچہ ہو گا۔ بوڑھے لوگ ہنسے، اور کوٹنس کو "چین کا داماد" کہنے لگے۔



جب وائس سیکرٹری جنرل نے یہ سنا، تو انھوں نے کوٹنس سے کہا کہ انہیں مریضوں کے لیے تیار کردہ خصوصی کھانا کھانا چاہیے۔ لیکن کوٹنس نے ایک نہ سنی اور جواب دیا، "چونکہ آپ یہاں بطور مریض ہیں، اس لیے میرا عہدہ آپ سے بڑا ہے۔ لہذا آپ کو میری بات ماننی ہو گی۔"



جب مبارکباد دینے آئے ہوئے لوگ چلے گئے، تو کوٹنس خیالات میں کھوئے ہوئے لگ رہے تھے۔ انہوں نے چاندی کا وہ گلاس نکالا جو ان کی ماں نے انہیں دیا تھا جس پر یہ الفاظ لکھے تھے "اپنی ماں کو کبھی نہ بھولنا"، اور انہوں نے چین روانگی سے پہلے اپنے خاندان کی لی گئی تصاویر دیکھیں۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا، "کسی دن ہمیں گھر والوں سے ملنے کے لیے ہندوستان واپس ضرور جانا چاہیے۔"



سال 1942 شانسی-چاہار-ہیبئ سرحدی علاقے کے لیے سب سے مشکل وقت تھا۔ پورے ایشیا پر قبضہ کرنے کے اپنے عزائم کو پورا کرنے کے لیے، جاپانیوں نے شمالی چین میں اپنے حملے تیز کر دیے۔ بار بار کی لڑائی کی وجہ سے آٹھویں روٹ آرمی کے پاس خوراک کی اتنی کمی ہو گئی تھی کہ وہ۔۔۔



کوٹنس اپنے چینی ساتھیوں کی طرح وہی کھانا، باجرہ اور کالی پھلیاں کھاتے تھے ۔ ایک دن، ان کا ایک ساتھی خاص طور پر ان کے لیے چاول کا لنچ باکس لایا؛ لیکن کوٹنس، جو عام طور پر بہت نرم مزاج تھے، غصے میں آ گئے ۔ انہوں نے کہا : "میں نہیں چاہتا کہ میرے ساتھ ایک مہمان جیسا سلوک کیا جائے!"



لیکن، غیر ملکی ہونے کی وجہ سے، انہیں اب بھی چاول اور آٹے کا ایک حصہ دیا جاتا تھا ۔ انہوں نے وہ کھانا قبول تو کر لیا، لیکن اپنے مکان مالک کے بیمار بچے کو دے دیا ۔ وہ اکثر اپنے وظیفے (الاؤنس) سے اپنے شدید زخمی مریضوں کے لیے مقوی (طاقت بخش) کھانا خریدتے تھے ۔



دشمن کی ناکہ بندی کو توڑنے کے لیے، اسکول اور ہسپتال کے نوجوانوں کو دشمن کے زیرِ قبضہ علاقوں سے اناج لانے کے لیے منظم کیا گیا۔ کوٹنس ابھی ان کے ساتھ شامل ہونے ہی والے تھے کہ جیانگ یی ژین نے انہیں لائن میں کھڑے دیکھا۔



ان مشکل وقتوں میں وہ شاذونادر ہی گوشت کھاتے تھے۔ ایک بار جب گوشت پکا، تو کوٹنس نے اپنا حصہ ان نرسوں کو دے دیا جنہیں ملیریا تھا۔ نرسیں انہیں ان کے گوشت کے حصے سے محروم نہیں کرنا چاہتی تھیں، لیکن انہوں نے اصرار کیا کہ وہ اسے آخری نوالے تک پورا کھائیں۔



پوری رات کی مسافت کے بعد، وہ اپنی منزل پر پہنچے۔ واپسی کے راستے میں وہ بہت تھک چکے تھے۔ ان کا حوصلہ بڑھانے کے لیے، کوٹنس نے اپنے سر پر اناج کی بوری کا توازن برقرار رکھا اور ایک ہندوستانی لوک گیت گانے لگے۔ اپنی تھکن کے باوجود لوگ ہنسے بغیر نہ رہ سکے۔

جیانگ یی ژین نہیں چاہتے تھے کہ کوٹنس ان کے ساتھ جائیں؛ لیکن کوٹنس نے کہا: "میں ہسپتال کا ڈائریکٹر ہوں۔ کیا مجھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ خطرے میں شریک نہیں ہونا چاہیے!" چنانچہ جیانگ یی ژین کو انہیں جانے دینا پڑا۔



کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہونے کے لیے اپنی درخواست جمع کرانے کے فوراً بعد، انہیں پارٹی ممبر کے طور پر قبول کرلیا گیا۔ جیانگ یی ژین، جنہوں نے پارٹی کی رکنیت کے لیے ان کی سفارش کی تھی، کا ہاتھ پکڑ کر کوٹنس نے جوش سے کہا، "میں چینی عوام کے ساتھ مل کر ایک برابر، آزاد اور خوشحال چین کی پیدائش کے لیے لڑوں گا۔"



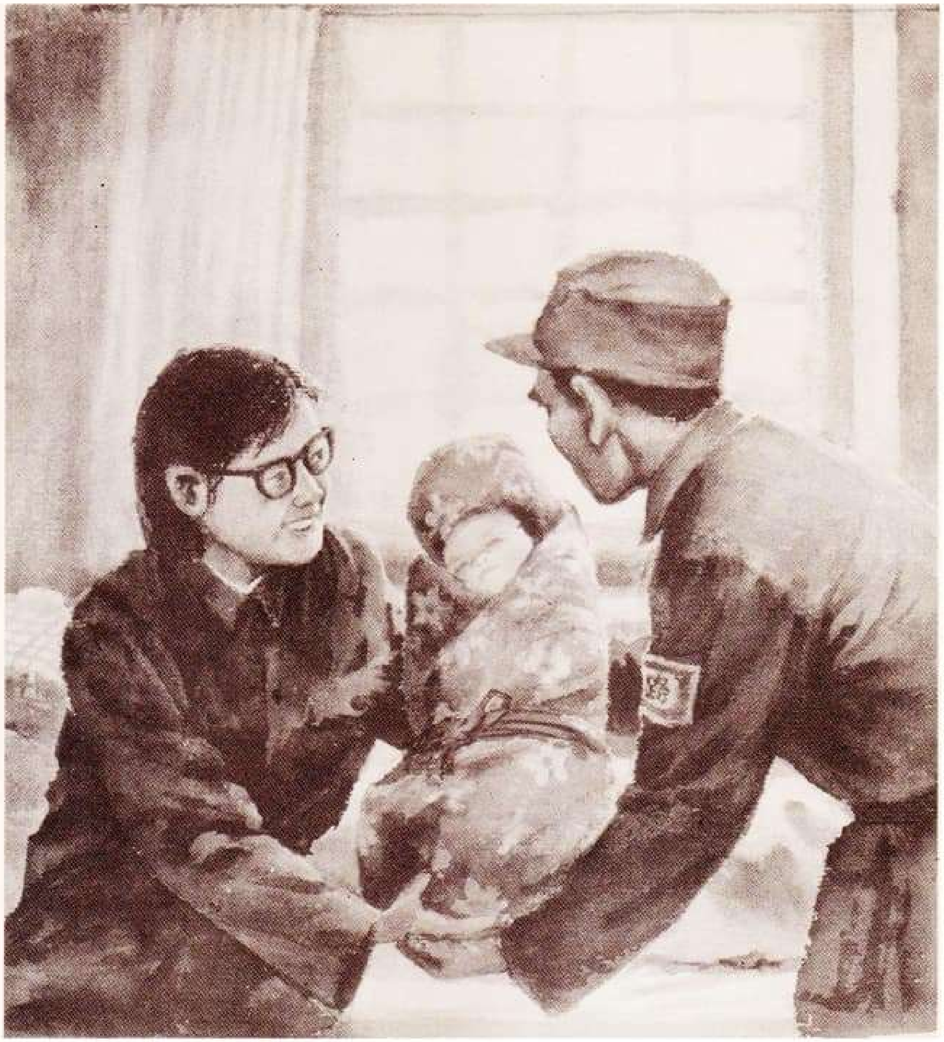
اب کوٹنس نے اور بھی زیادہ محنت سے کام کیا۔ 1942 کی گرمیوں میں، انھوں نے ایک کتاب کی تالیف شروع کی جس کا عنوان تھا "سرجری کا عمومی تعارف" (GeneralIntroductiontoSurgery)۔ موسم بہت حبس اور نمی والا تھا۔ مچھروں کو دور رکھنے کے لیے، وہ اپنے سر پر ململ کا ایک نقاب پہنتے تھے۔



کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہونے کے لیے اپنی درخواست جمع کرانے کے فوراً بعد، انہیں پارٹی ممبر کے طور پر قبول کر لیا گیا۔ جیانگ یی ژین، جنھوں نے پارٹی کی رکنیت کے لیے ان کی سفارش کی تھی، کا ہاتھ پکڑ کر کوٹنس نے جوش سے کہا، "میں چینی عوام کے ساتھ مل کر ایک برابر، آزاد اور خوشحال چین کی پیدائش کے لیے لڑوں گا۔" (نوٹ: یہ پیراگراف انگریزی متن میں دوبارہ دہرایا گیا تھا)



انہوں نے خزاں میں "سرجری کا عمومی تعارف" مکمل کرلی اور پھر "سرجری کی تفصیل" پر کام شروع کیا۔ وہ اپنے چھوٹے بیٹے سے بہت محبت کرتے تھے۔ لیکن بچے کے ماتھے پر پیار کرنے کے بعد، وہ فوراً کام پر واپس چلے جاتے۔ وہ اپنی نئی کتاب شائع کر کے بچے کی پیدائش کا جشن منانا چاہتے تھے۔



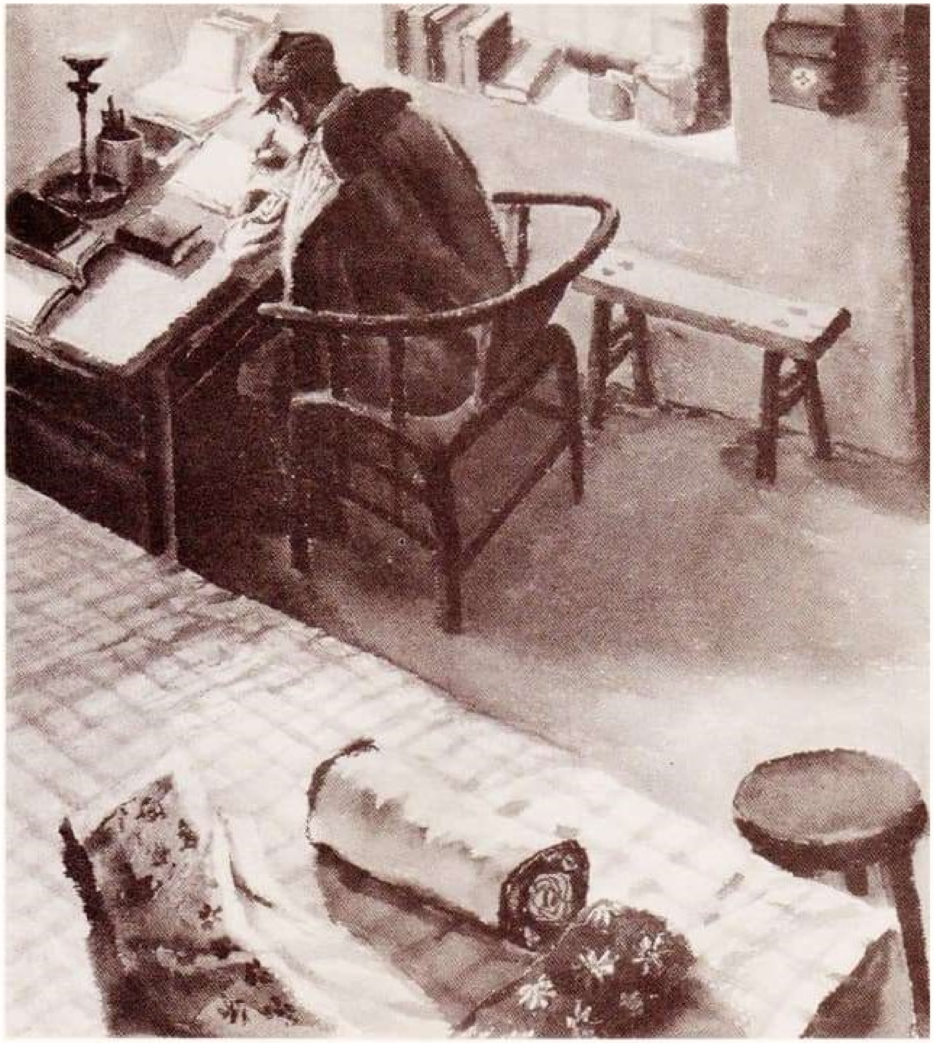
اگست میں، گوچنگ لان نے ایک لڑکے کو جنم دیا جو اپنے سانولے چہرے اور گہری آنکھوں کے ساتھ بالکل اپنے والد جیسا لگتا تھا۔ کوٹنس اپنے شیر خوار بیٹے سے بار بار کہتے: "بڑے ہوجاؤ، جلدی بڑے ہوجاؤ، اور اپنی دادی کو دیکھنے ہندوستان جاؤ۔"



8 دسمبر 1942 کو، برف کے شدید طوفان میں، کوٹنس اپنے اسسٹنٹ کے ساتھ ایک قریبی گاؤں کے رہنے والے کا آپریشن کرنے گئے۔



وہ پوری صبح وہاں رہے اور دوپہر کو واپس آئے۔ جیسے ہی وہ آرام کرنے کے لیے لیٹے، انہیں ایک اور مریض کو دیکھنے کے لیے کہا گیا۔ وہ اب بھی اپنے کوٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے دوبارہ برف باری میں روانہ ہو گئے۔



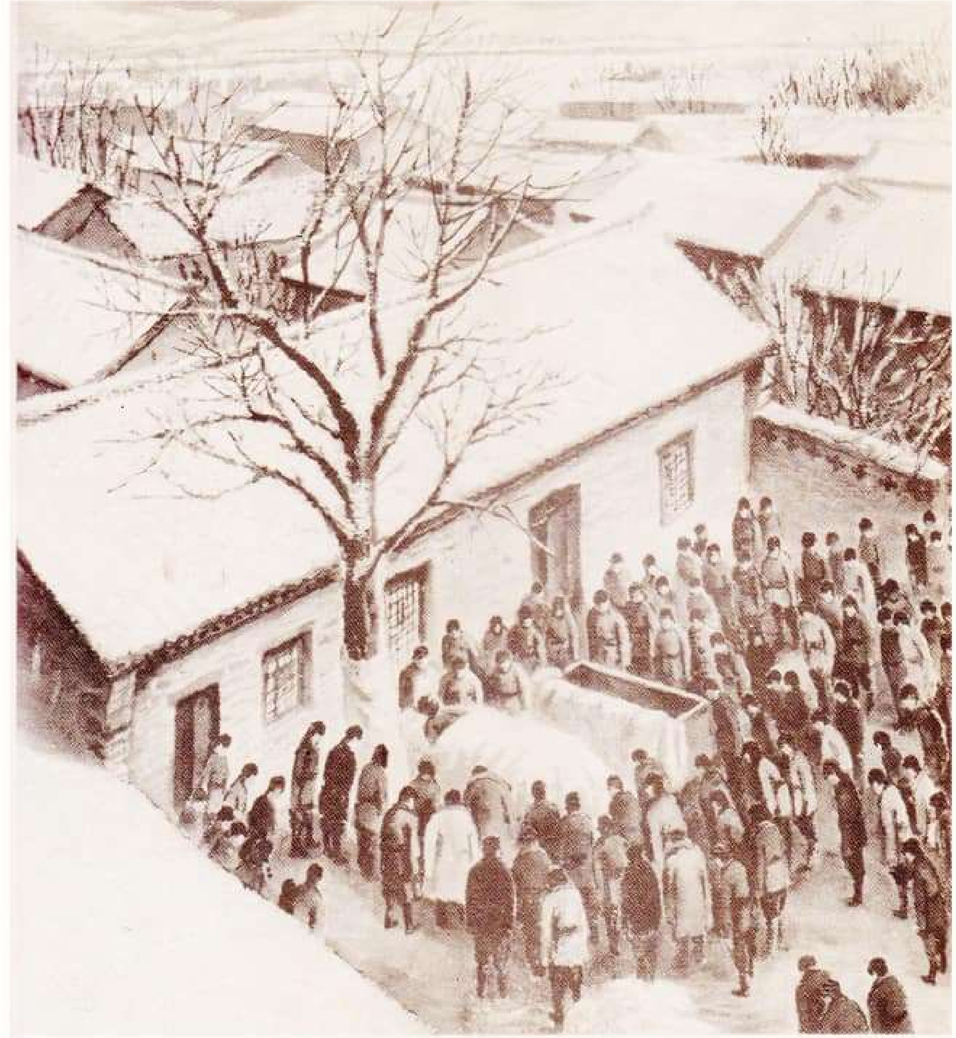
رات کے کھانے کے بعد، کوٹنس نے اپنے ایک لیڈر کے ساتھ کام کے بارے میں بات چیت کی، اور پھر وہ دوبارہ لکھنے بیٹھ گئے۔ سردی کی وجہ سے انہیں بار بار اپنی انگلیوں پر پھونک مارنا پڑتی تھی۔



کوٹنس نے ایک صفحے کے کونے پر ابھی 177 کا نمبر لکھا ہی تھا کہ وہ فرش پر گر پڑے۔ قلم ان کی انگلیوں سے چھوٹ گیا، اور صفحات ان کے آس پاس بکھر گئے۔ یہ ان پر مرگی کا اب تک کا سب سے شدید دورہ تھا۔



جب انہیں ہوش آیا، تو انہوں نے اپنے اردگرد بہت سے مانوس چہرے دیکھے۔ انہوں نے اٹھ کر بیٹھنے اور ان کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ اتنے نڈھال تھے کہ ان کا سر بار بار پیچھے گر جاتا تھا۔ انہوں نے بڑی مشکل سے یہ چند الفاظ کہے : "مجھ سے ملنے آنے کے لیے آپ کا شکریہ۔"



بچاؤ کی تمام تدابیر ناکام ثابت ہوئیں۔ 9 دسمبر 1942 کو صبح 6:15 بجے ان کی قیمتی زندگی چھن گئی۔ وہ اپنے ساتھیوں، اپنی بیوی اور اپنے ساڑھے تین ماہ کے بیٹے، ین ہوا (جس کا مطلب ہے بھارت-چین) کو چھوڑ گئے۔ جب کوٹنس کا انتقال ہوا تو ان کی عمر صرف بتیس (32) سال تھی۔



ینان (Yan'an) کے لوگوں نے کوٹنس کے اعزاز میں چینی روایتی تدفین کی تقریب منعقد کی، اور جاپانیوں کی بمباری کے سائے میں ان کے لیے ایک مقبرہ تعمیر کیا گیا۔



پورے چین کے لوگ شدید غمگین تھے۔ چیئرمین ماؤزیڈونگ نے ان کے لیے ایک تعزیتی نظم لکھی، اورژوڈی نے ینان میں تدفین کی تقریب میں شرکت کی اور تعزیتی خطاب کیا۔ ژوا ین لائی اور سونگ چنگ لنگ، جواس وقت چونگ کنگ میں تھے، نے کوٹنس کے خاندان اور انڈین نیشنل کانگریس کو الگ الگ ہمدردی کے پیغامات بھیجے۔



1976 میں، ان کی وفات کی 34 ویں برسی پر، بیتھون انٹرنیشنل پیس ہاسپٹل میں کوٹنس میموریل ہال کا افتتاح کیا گیا، جس کے وہ پہلے ڈائریکٹر رہے تھے۔ ڈاکٹر دوارکا ناتھ شانتارام کوٹنس کی یاد چینی عوام کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہے گی۔

منکی سیریز

تصویری کتابوں کا ایک سلسلہ جو قدیم چینی
خیالی ناول "مغربی سفر" (Journeyto
theWest) پر مبنی ہے، جوان جنات اور
بلاؤں کی کہانی بیان کرتا ہے جنھوں نے
تانگ پادری شوان زانگ کو بدھ مت کے
صحیفے لانے کے لیے ہندوستان کی تھنڈر مونی
boundary (تھنڈر خانقاہ) پہنچنے سے
روکنے کی کوشش کی تھی۔ اس ناول کا
اصل ہیرو ذہین، بہادر اور مزاحیہ بندر ہے،
جسے چینی قارئین چار سو سالوں سے پسند
کرتے آئے ہیں۔ اس سلسلے کی چونتیس
(34) کتابیں مکمل طور پر رنگین ہوں گی۔







Paperback: ISBN 0-8351-1899-1